طلاق کے حوالے سے پائی جانے والی غلطیوں
کے ازالے کی ادنیٰ کوشش

تین طلاقوں سے بچیں اور بچائیں
نیز
عورت کو بھی طلاق کا حق دلائیں

مصنف

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی

بانی وسرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام
برنلے لنکا شائر یوکے

Maktaba-tul-Barailviyyah
Barailvi House 84-86 grey street
Burnley BB10 1BZ
Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com
Contact Number , Mobile and Whatsapp
00447853292843

کتاب کا نام　　تین طلاقوں سے بچیں اور بچیں
نیز عورت کو بھی طلاق کا حق دلائیں

مصنف　　خیر خواہ اہلسنت　مولانا شاہد بریلوی

تصدیق ونظر ثانی　　علامہ محمد ریاض احمد سعیدی
سابق مدرس ومفتی جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ)
فیصل آباد۔۔پاکستان (1989 تا 2001)

صفحات　　144

سن اشاعت　　اکتوبر 2019
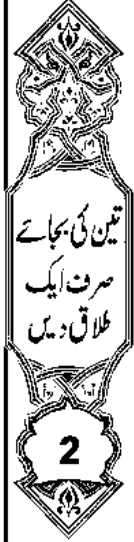
قیمت

مکتبۃ البریلویہ

بریلوی ہاؤس 84-86 گرے سٹریٹ برلے
لنکا شائر۔یوکے BB10 1BZ

فہرست رسائل
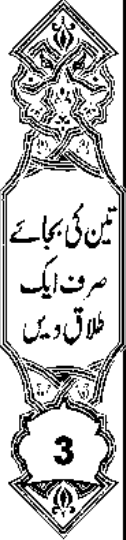
انتساب

والدہ مرحومہ مغفورہ نجمہ پروین کے نام جن کا 12 ربیع الاول سن 1440 ہجری کو انتقال پر ملال ہوا۔

اللہ پاک انہیں اور تمام فوت شدہ مسلمانوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین
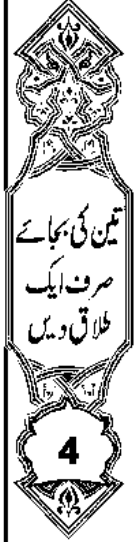
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب کا تعارف

میری کتاب ''تین طلاقوں سے بچیں اور بچائیں نیز عورت کو بھی طلاق دینے کا حق دلائیں،، آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں طلاق کے چار حروف کی نسبت سے چار رسائل ہیں جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

اس کتاب کا ایک مقصد تو امت مسلمہ کو تین طلاقوں سے بچانا ہے کیونکہ شرعی اعتبار سے صرف ایک طلاق دینا یا لینا کافی ہے۔ ایک طلاق رجعی کا یہ فائدہ رہتا ہے کہ دوران عدت کبھی بھی شوہر رجوع کرسکتا ہے اور اگر عدت گزر جائے تب بھی زندگی بھر جب چاہے بغیر حلالہ کے عورت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اگر دوبارہ نکاح نہیں کرنا چاہتے تو بھی صرف ایک طلاق سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے تین طلاقیں لیے بغیر ہی جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

شرعی اعتبار سے تین طلاقیں دینا یا لینا ضروری نہیں مگر فی زمانہ ہماری اکثریت اس جہالت میں مبتلا ہے وہ تین طلاقوں کو ہی پوری طلاق سمجھتے ہیں اور جب اپنی نادانی سے تین طلاقیں اکٹھی دے دیتے ہیں اور نکاح توڑ بیٹھتے ہیں تو پھر ایک کو چھوڑ کر دوسرے عالم کے
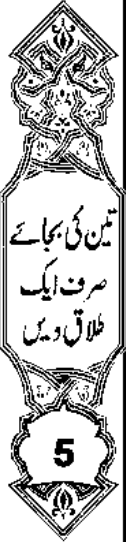
پاس جاتے ہیں، دوبارہ گھر بسانے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں۔ جب ہر طرف سے ایک ہی جواب پاتے ہیں کہ تین طلاقوں سے تمہاری بیوی بائنہ مغلظہ ہوگئی ہے اب بغیر تحلیل شرعی تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ پھر آخر کار گھبراتے، پچھتاتے اور آنسو بہاتے ہیں۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ عورتوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ اسلام انہیں یہ اختیار دیتا ہے کہ جب چاہیں جس سے چاہیں اپنی مرضی سے اپنی پسند کی شادی کریں جتنا چاہیں اپنے لیے حق مہر مقرر کریں اس کے ساتھ ساتھ اگر چاہیں تو مشروط نکاح کے ذریعے ایک طلاق بائن دینے کا اختیار بھی حاصل کریں تا کہ اللہ نہ کرے کبھی نوبت طلاق تک آ پہنچے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ایسی صورت حال میں عورتوں کو خلع یا فسخ نکاح کے لیے کورٹ کچہری کے چکر نہ لگانے پڑیں اور در در کے دھکے نہ کھانے پڑیں۔ جب حالات ناگزیر ہوں تو سسک سسک کر بلک بلک کر رونے، آنسو بہانے، لوگوں کو اپنی داستان غم سنانے کی بجائے شریعت کے مطابق گھر بیٹھے خود کو ایک طلاق بائن دے کر نکاح کی قید سے آزاد ہو جائیں اور اس پریشانی سے جان چھڑائیں۔

پہلے رسالہ کا عنوان ہے ''تین کی بجائے صرف ایک طلاق دیں،، اس میں یو کے لیول طلاق کانفرنس میں ہونے والا خصوصی بیان تحریری طور پر پیش کیا گیا ہے جس میں طلاق کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔

دوسرے رسالے ''طلاق دینے کا طریقہ،، میں طلاق احسن کا طریقہ بیان کیا گیا ہے تین کی بجائے ایک طلاق دینے کے فوائد اور ایک کی بجائے تین طلاقیں دینے کے نقصانات کا تقابلی جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ عدت، رجوع اور حلالہ کے بارے اسلامی
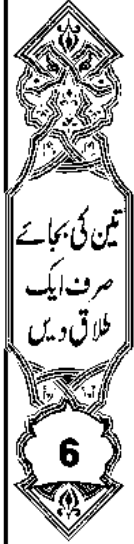
تعلیمات بیان کی گئی ہیں نیز فی زمانہ طلاق دینے میں جو غلطیاں ہو رہی ہیں ان کی قرآن و حدیث سے مذمت اور ان سے بچنے کا ذہن دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

تیسرے رسالے ''عورت بھی طلاق دے سکتی ہے،، کے شروع میں قرآن حدیث اور اقوال ائمہ کرام سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عورت کو طلاق کا حق دینا مقصد شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ نیز فی زمانہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پھر پاکستانی نکاح نامہ کالم نمبر 18 کی خرابیوں پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح اس فارم کو پر کیا جائے تا کہ شرعاً اور قانوناً دونوں طرح عورت خود مختار بن سکے۔ اس کے بعد نکاح کرنے کا منفرد طریقہ تحریر کیا گیا ہے جس کے ذریعے شوہر کے ساتھ ساتھ بیوی کو بھی طلاق دینے کا حق مل جاتا ہے اس کتاب کے آخر میں خلع اور فسخ نکاح میں فرق نیز فسخ نکاح کی شرائط بھی بیان کی گئی ہیں تا کہ جن عورتوں نے شوہر سے تفویض طلاق نہیں کرائی تھی اور اب کورٹ وغیرہ سے طلاق لینے کی نوبت آہی گئی ہے تو کس طرح اسلامی لحاظ سے طلاق لے سکتی ہے۔
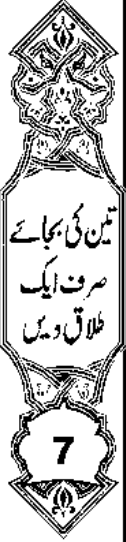
چوتھے رسالے ''طلاق کے بارے اسلامی تعلیمات،، میں ''بہار شریعت حصہ 8 طلاق کا بیان،، کی تلخیص کی گئی ہے تا کہ یہ کتاب پڑھنے والے خواتین و حضرات طلاق کے بارے بنیادی معلومات حاصل کر سکیں۔ ان کی علمی تشنگی میں مزید اضافے ہو اور وہ طلاق کے حوالے سے محتاط ہو جائیں۔ پھر مزید معلومات کے لیے علمائے کرام سے رجوع کریں یا بہار شریعت حصہ 8 مکمل پڑھ کر طلاق کے بارے مکمل معلومات حاصل کریں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ وہ خالق و مالک محض اپنے فضل و کرم سے اپنے پیارے حبیب مکرم شفیع امم تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم اور آپ کی آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے صدقے وسیلے سے میری اس ادنیٰ کاوش

کو اپنی پاک بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو علما و عوام اہلسنت میں مقبولیت عطا فرمائے۔

میرے لیے میرے استاد محترم حضرت علامہ ریاض احمد سعیدی صاحب کے لیے، میرے والدین بہن بھائی بیوی بچوں، تمام رشتہ داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے ذریعۂ نجاتِ اُخروی بنائے۔

آمين ثم آمين يا رب العالمين بجاه النبی الامين صلی الله تعالى عليه وآله وصحبه وبارك وسلم۔

خیر خواہ اہلسنت

شاہد بریلوی۔ یوکے
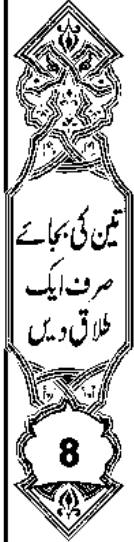
تین کی بجائے صرف ایک طلاق دیں

(یو کے لیول طلاق کانفرنس کا خصوصی بیان ضروری ترمیم کے ساتھ تحریری گلدستہ پیش خدمت ہے)

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰى آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه
وَعَلٰى آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

مسئلہ یہ ہے کہ بہت سارے مسائل میں غلط فہمیاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ لوگوں نے اس غلط طریقے کو دین کا نام دے دیا ہے اور طلاق کا جو مسئلہ ہے اس میں اس قدر جہالت پائی جاتی ہے کہ بعض اوقات سائل کا سوال سن کے کہ جس کے ساتھ طلاق کا معاملہ پیش آیا ہے یوں سمجھ لیں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہماری سوسائٹی کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا کام جسے
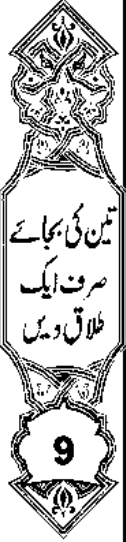
خالص دین سمجھ کر ایک عالم دین کی موجودگی میں کیا تھا۔۔۔

سنت نکاح!

ایک خاص مذہبی کام سمجھ کر religious matter سمجھ کر اس کو proper according to shariah کیا تھا۔

مگر all of sudden اس کو اس طرح توڑا ہے، اس طرح ختم کیا ہے جو شریعت کے سراسر خلاف ہے اور اس کا نقصان دنیاوی بھی ہے دینی بھی ہے۔ مسئلہ کیا ہوا کہ طلاق جو تھی زمانہ جاہلیت میں تفسیر میں لکھا ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، کہ طلاق دو بار تک ہے ایسی طلاق جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے وہ دو بار تک ہے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلاق دینے کی کوئی limit نہیں تھی، لوگ ایک طلاق دیتے جب عدت پوری ہونے لگتی رجوع کر لیتے۔

رجوع کسے کہتے ہیں کہ شوہر زبان سے کہہ دے میں نے رجوع کیا زبان سے نہیں کہا اس نے میاں بیوی والا تعلق قائم کر لیا تو یہ بھی فقہاء نے بتایا کہ رجوع کے قائم مقام ہے تو کیا کرتے تھے؟ جب عدت پوری ہونے لگتی رجوع کر لیتے ایک بار، دو بار، تین بار، چار پانچ چھ کوئی limit نہیں تھی ان کے نزدیک، طلاق تب مانی جاتی تھی کہ ایک طلاق دی اور پوری عدت گزر گئی اور رجوع نہیں کیا تو یہ طلاق شمار ہوتی تھی۔

زمانہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے یہ دھمکی دی ہے کہ ''میں تمہیں طلاق دوں گا جب عدت پوری ہونے لگے گی رجوع کر لوں گا، اسی طرح تمہیں تنگ کرتا رہوں گا اور تمہاری جان نہیں چھوٹے گی،،
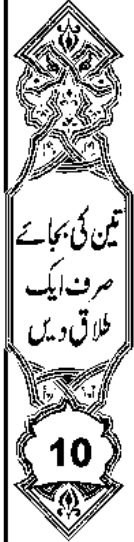
اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں سورہ بقرہ کی یہی آیتیں:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (البقرہ 229:2)

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اور اس سے اگلی جو آیت مبارکہ ہے اس میں ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ۔ (البقرہ 2:230)

اگر تیسری طلاق بھی دے دی تو اب یہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں ہے۔

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ۔ (البقرہ 2:230)

یہاں تک کہ یہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے۔

وہ ایک پورا طریقہ، پورا بیان علمائے کرام سے ابھی آپ نے سنا ویسے بھی لوگ واقف ہیں، میرا موضوع یہ تھا کہ تین کی بجائے ایک طلاق دیں۔

the topic which I choose and its written on the posters as well only give one divorce instead of three.

مطلب جب مجبوری بن گئی ہے نوبت طلاق تک آ گئی ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کوئی Choice نہیں ہے تو کیسے طلاق دینی ہے یہ آج کا موضوع ہے یہ Topic ہے اس کا بیان کہاں پر ملے گا قرآن پاک پارہ 28 میں سورت کا نام ہے سورہ طلاق کیا نام ہے پورا chapter in the Holy Quraan complete chapter with 12 verses ہے the very first verse of sura Talaaq

اس میں طلاق دینے کا طریقہ بیان ہوا ہے مگر آج کے مسلمان کو چالیس سال
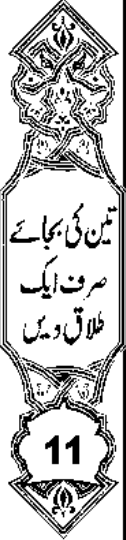
پچاس سال ساٹھ سال کا ہو گیا ہے اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ طلاق دینے کا درست اسلامی طریقہ کیا ہے جس طرح قبلہ علامہ ظفر محمود مجددی فراشوی صاحب نے اظہار فرمایا کہ 41 years میں first time ever طلاق کانفرنس کا انعقاد دیکھا ہے شرکت کی ہے تو یہ ہماری priorities کو high light کرتا ہے بتاتا ہے کہ ہماری جو thinking ہے سوچ ہے وہ محدود ہے مطلب گیارہویں شریف ہے اس کا مطلب صرف حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل پہ بات ہو گی دوسری بات نہیں ہونی اسی طرح دیگر ایام جو ہم مناتے ہیں اور میلاد یہ میرا ذاتی تجربہ بھی ہے کہ ہر بار جب بھی ربیع الاول تشریف لاتا ہے تو ہم میلاد منانے کے جواز پر ہی بیان کرتے ہیں یہ ہی جو میں نے دانستہ کہا ہے تھوڑا اس میں Change ہمیں لانے کی ضرورت ہے۔

ہمارے جو youngsters ہیں جیسے برادر شیخ اسرار صاحب نے بتایا کہ

we need to give them proper Islamic environment not the Pakistani Or Indian environment.

ہے وہ دین فطرت ہے اسلام کا جو نظام ہے وہ زیادہ natural بندے کی ضروریات کا خیال رکھ کے بنایا گیا ہے اگر ہم خود پر گھر میں islamic environment implement کر لیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پریشانیاں یہ تکلیفیں نہیں ہوں گی،

تو سورہ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ

(الطلاق 1:65)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے
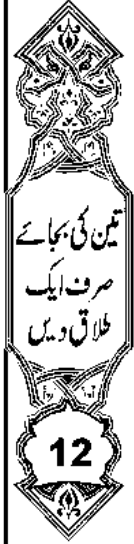
کنز الایمان میں اس کا یوں ترجمہ فرمایا کہ

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر اُنھیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو۔

دو چیزیں ہیں کہ جب نوبت طلاق تک آ گئی ہے ہماری سوسائٹی میں بعض ایسے بھی جاھل لوگ ہیں جو طلاق کا ہی انکار کرتے ہیں ان کا ذہن یہ ہے کہ

One wife for life no choice

ٹوٹل غیر اسلامی بات ہے میں پوری ذمہ داری سے علماء کرام کی موجودگی میں عرض کر رہا ہوں

Very beautiful example from the Holy Quraan Only one sahabi mentioned by name in the Holy Quraan
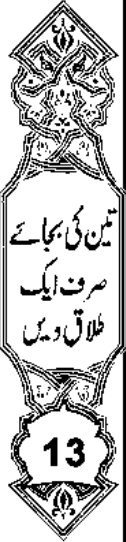
حضرت زید ﷺ ان کا جو واقعہ بیان ہے سورہ احزاب میں غالباً آیت نمبر 37

حضرت زید ﷺ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے ان کو لوگ بہت respect دیتے تھے بہت نیک تھے بہت pious تھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم نے ان کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ فرمایا مگر دونوں میں understanding نہیں ہوئی دونوں نے سمجھوتے کی کوشش کی مگر understanding نہیں ہوئی۔

پوری آیت مبارکہ ہے اس میں اور بھی کئی احکام ہیں مگر ایک point جس کی طرف میں آپ کی توجہ چاہوں گا وہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے حضرت زید کو اجازت دی گئی انہوں نے طلاق دی اور بعد میں جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوتی ہے وہی زید جو سابقہ شوہر ہیں نبی پاک کے حکم پر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے لئے

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام لے کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس با ادب سر جھکا کر تفسیر میں لکھا ہے سر جھکا کر پیغام دیتے ہیں اور یہ message pass on کرتے ہیں اور یہ عملی demonstration ہے

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (البقرہ2:229)

کہ چھوڑنا ہے بیوی کو، ایسے نہیں چھوڑنا کہ اُٹھا کر گھر سے باہر پھینک دی اور اس کی پسلیاں بھی توڑ دیں ناں ناں ناں چھوڑنا ہے تو احسان کے ساتھ یعنی کہ جو احسن طریقہ ہے کہ سب سے پہلے کیا کرنا ہے۔

کوشش try to compromise اگر نہیں ہوا۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ

(النساء4:35)

کوشش کرو برادری اکٹھی ہو جائے برادری میں سے لڑکی والوں کی طرف سے ایک منصف سمجھدار نیک بندہ وہ آگے آئے لڑکے والوں کی طرف سے ایک حکم آگے آئے دونوں بیٹھ کے میاں بیوی کی بات سنیں صلح کی کوشش کریں ہو جاتی ہے بہت اچھا اگر صلح نہیں ہوتی اور دونوں سمجھتے ہیں کہ

ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر سکتے no problem یہ جو کہا جاتا ہے طلاق ناپسندیدہ ہے یہ ہے بلا وجہ اور جب وجہ بن گئی ہے طلاق نہ دینا ہی ذریعۂ اذیت بن گیا ہے پریشانی بن گئی ہے اور life جو ہے وہ miserable ہو گئی ہے اور دونوں کی خوشیاں برباد ہو گئی ہیں گھر کا سکون برباد ہو گیا ہے اسلام تمہیں اجازت دیتا ہے،

It is permissible to divorce.
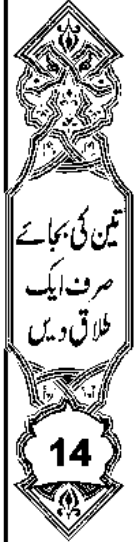
جب آپ کے پاس choice نہ ہوتو جولوگ یہ کہتے ہیں کہ طلاق دوسرے گاؤں میں جا کر لکھنی ہے کہیں اللہ کا عذاب نہ نازل ہو جائے ان کو آپ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ قرآن سے دکھائیں یہ کوئی روایت حکایت نہیں ہے۔

مطلب سمجھانے کا یہ ہے کہ جب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے تو اللہ ہمیں کیا حکم دیتا ہے، یہ حکم دیتا ہے کہ ان کی عدت کا حساب رکھو کہ عورت کو ناپاکی کے دنوں میں، حیض کے دنوں میں طلاق دینا گناہ ہے، رجوع کرنا واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُن سے mistake ہوئی تھی اس وقت یہ احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں یہ سوال لے کر حاضر ہوئے۔ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جو سورۃ طلاق کی پہلی آیت مبارکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکی کے دنوں میں طلاق دو، حیض کے دنوں میں طلاق نہیں دینی، مگر یہ بات یاد رکھنی ہے کہ حیض کے دوران بھی طلاق ہو جاتی ہے شمار ہو گی تو رجوع ہو گا نا جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم نے فرمایا: رجوع کر لو وجہ یہ تھی کہ طلاق ہو گئی تھی مگر چونکہ ایک ہوئی تھی صحابی تھے کوئی جاہل گنوار نہیں تھے جو تین اکٹھی دے دیتے انہوں نے صرف ایک دی تھی۔ فائدہ کیا ہوا، رجوع کر لیا رجوع کا choice تھا رجوع کر لیا۔ پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صحیح بخاری کے الفاظ ہیں کہ تم اسے روکو جب پاکی کے دن آئیں جماع کرنے سے پہلے ایک طلاق دو۔ ایک کا لفظ نہیں ہے مگر صرف یہ لفظ ہے طلاق دو تو مراد اس سے کیا؟ ایک طلاق دو۔

یہ آیت مبارکہ میں مکمل کرتا ہوں پھر آپ کو زیادہ سمجھ آئے گی اس کے بعد ارشاد

ہوتا ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ (الطلاق1:65)

اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ (الطلاق1:65)

انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو

یہ طلاق کے بعد کا بیان ہے۔

(عدت میں) انھیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ (الطلاق1:65)

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ ۔(الطلاق1:65)

اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے ناپاکی کے دنوں میں طلاق دی اس نے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ اس نے گناہ کمایا اور گناہ کی سزا عذاب ہے دوزخ کا عذاب ہے اور اسی طرح آگے،

آج کا بیان کہ تین طلاق نہ دو، تین طلاق اکٹھی دینا گناہ ہے ناجائز ہے۔ بعض کتابوں میں حرام کا لفظ ہے مگر تینوں واقع ہوجاتی ہیں جیسے علما نے آپ کے سامنے بیان کیا تو یہ قرآن ہمیں teach کر رہا ہے کہ تین طلاقیں نہیں دینی۔ نیز ناپاکی کے دنوں میں طلاق نہیں
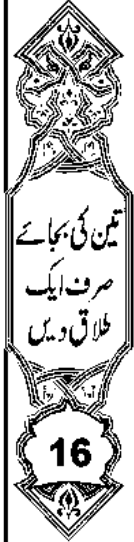
دینی، کیا مطلب کہ طلاق دینی ہے سوچ سمجھ کر دینی ہے، پنجابی میں کہتے ہیں:

اُنھے وانہیں دینی۔

Think before you speak

think before you speak

This is religious matter

یہ آپ کا قانون نہیں ہے یہاں کوئی دادا گیری نہیں ہے۔

Do whatever you like.

نہیں نہیں یہ اسلام ہے مسلمان ہو تم نے ایک commitment کی ہے۔

I will obey the commands of Allah سبحانہ وتعالیٰ and commands of the Holy prophet صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

you must abide by the law of Islam.

دنیادی قانون کی کتنی پابندی کرتے ہیں، کیمرہ آرہا ہے speed slow کر دیں بچے کو تھپڑ بھی نہیں مارنا کیوں پولیس آجائے گی۔ ایک ڈر ہے، ایک خوف ہے، ہونا بھی چاہیے میں نہیں کہتا کہ over speeding کر کے points لگوالو اور ban ہو جاؤ۔ یہ میرا میسج نہیں ہے میرا میسج یہ ہے کہ جس طرح دنیاوی معاملات میں land laws کو سیکھتے ہیں نا، دوستوں سے پوچھتے ہیں نا، اسی طرح اگر کوئی دینی پریشانی ہو تو علمائے کرام سے پوچھو please پوچھو، طلاق دینے سے پہلے بھی علما سے پوچھو، علمائے کرام سے پوچھو۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر غلام رسول سعیدی صاحب علیہ الرحمہ تفسیر تبیان القرآن میں ایسی بات لکھ کر گئے ہیں، پرسوں سے میں نے پڑھی ہے یقین کریں وہ
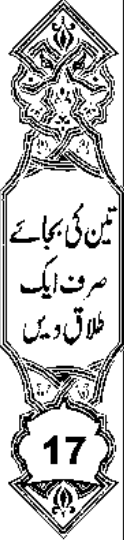
feeling میں محسوس کر رہا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ

''اڑتیس سال ہو گئے ہیں لوگ تین طلاقیں دے کر آتے ہیں پھر کہتے ہیں مولوی صاحب کچھ کرو اب مولوی کیا کرے''۔

قرآن کا فتویٰ ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا

اگر دوسرا مرد طلاق دے صحبت کے بعد،

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ

تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں،

اور شرط ہے:

اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ

اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے۔

ایسے نہیں ہے۔ یہ جو حلالہ کا لفظ misuse ہو رہا ہے یہ لوگوں کو خوف ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ڈر ہونا چاہیے کہ یہ کسی مولوی کا فتویٰ نہیں ہے، سورہ بقرہ میں رب کائنات کا فتویٰ ہے اور اللہ کا قانون ہے۔

یہاں پر ایک بات میڈیا کے توسط سے میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر لفظ استعمال ہوا ہے:

فَلَا تَحِلُّ لَهٗ۔

اب اس مرد کے لیے حلال نہیں ہے۔

Because he made the mistake.
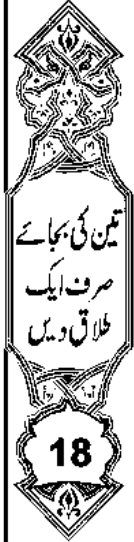
آگے بیان ہے:

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ

عورت کی مرضی ہے عورت اگر چاہتی ہے واپس آنا،

She can come back .

اگر نہیں چاہتی واپس آنا،

No body can force her.

قرآن نے اس کو مجبور نہیں کیا، قرآن نے اس کو ترغیب نہیں دلائی، قرآن نے اس کو واجب نہیں کہا کہ تم نے ایسے کرنا ہے دوسرے مرد سے نکاح پھر طلاق لینی ہے پھر پہلے کے پاس آنا ہے۔علما بتاتے ہیں یہ عورت پر لازم نہیں ہے۔

She don't have to.

اور میں کہتا ہوں she should not جس نے پہلے قدر نہیں کی ہے وہ دوسری بار کیا قدر کرے گا۔

Habits can not be changed

سپاں دے پتر متر نئیں بن دے پواں چولیاں دودھ پلایئے meaning کہ جو ایک snake ہے۔

He will only do is biting

He will never be your friend.

تو اسلامی خاتون جو ہے اسلامی بہن جو ہے ان کے لیے اسلام یہ پابندی نہیں لگاتا

Islam is not forcing her to do halalah.
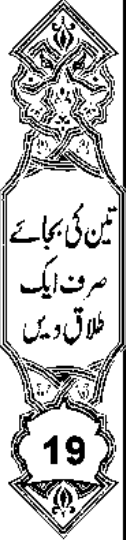
مگر شرائط پوری ہوں اس کا ایک proper procedure ہے وہ پایا جائے

اجازت ہے، اس میں بھی لوگ مذاق بناتے ہیں اس کا کیوں مذاق بناتے ہیں؟

Once again pakistani culture.

This is not Islamic culture.

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں اُن کے بارے میں ایک بات، علمائے کرام کی موجودگی میں

بڑے ادب سے اور آپ نے بھی positive thinking رکھنی ہے with utmost

respect حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

She was married to 2three different blessed top level companions.

ان کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''عجائب القرآن وغرائب القرآن،، میں لکھا ہے کہ ان کی والدہ دنیا کی سب سے افضل ساس ہیں کیوں کہ ان کی ایک بہن پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے نکاح میں تھیں اور یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جو کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔

علامہ نظام الدین رضوی صاحب تشریف فرما ہیں انہوں نے میری اصلاح فرمائی ہے کہ یہ سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں وہ شہید ہو گئے، عدت گزاری، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہو گیا، اُن کا وصال ہو گیا، عدت گزاری پھر انہوں نے حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح فرما لیا۔ کوئی پرابلم نہیں وہ کیسے نہیں ہے کہ ہم خود اپنی بہنوں، بیٹیوں کو اپنے ہاتھ سے نکاح کر کے رخصت کرتے ہیں نکاح سے وہ حلال ہو گئیں۔ اسی طرح سے بالکل سمجھانے کے لیے اگر کوئی تحلیل شرعی کے
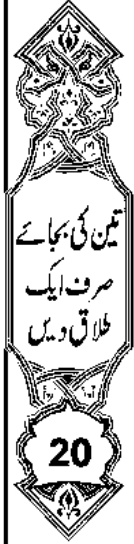
تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرتی ہے تو

This is not against Islam

یہ بھی ایک بہت بڑی بات ہے جس پر لوگ باتیں کرتے ہیں اب بیان کو سمیٹتے ہوئے میرے آخری جملے ہیں ان پر غور کر لیجئے:

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق 65:1)

تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔

اس کے بارے میں تفسیر میں لکھا ہے کہ جب طلاق دینی ہے تو تین نہیں دینی صرف ایک دینی ہے اس کا benefit یہ ہوگا عدت کے دوران عورت شوہر کے گھر میں ہی رہے گی، شوہر کے گھر میں رہے گی۔ شوہر پر اس کا مکان، اس کا کپڑا اس کا کھانا لازم ہے۔ طلاق کا مطلب یہ نہیں ہے،

Kick her out of the house I do not have to pay for anything No No No you have to pay and you must pay during the time of eddah.

یہ Islamic law ہے اور عورت پہ بھی واجب ہے کہ گھر میں رہے۔

She can not step out of the house unless needed medical reason or something else.

مسئلہ بتانے کا یہ ہے کہ شوہر پر عدت کا نفقہ اور پھر یہ جو ٹائم ہے Count down ہے عدت کا nearly 3 months ہے تو یہ ہے اس کا benefit کہ

Every day thinking time
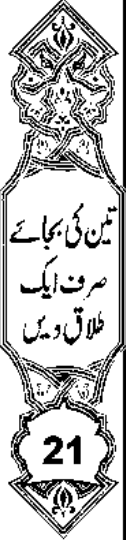
ہے،آج بھی رجوع کر سکتے ہو،دن گزر گیا آج بھی رجوع کر سکتے ہو،مہینہ گزر گیا

اب بھی رجوع کر سکتے ہو۔ This is the last day.

اگر وہ حائضہ عورت ہے حیض کا آخری دن ہے۔

Still have a choice.

رجوع کرلو نہیں کرنا no problem نکاح ختم ہو گیا،اب وہ آزاد ہے کتنی طلاقیں ہوئیں تھیں

Just by one

ایک طلاق سے choice دیکھیں life time choice ہے anytime

دوبارہ نکاح کرے بغیر حلالے کے یہ قرآن ہمیں تعلیم دے رہا ہے،قران حلالے کی تعلیم نہیں

دے رہا،ترغیب نہیں دے رہا،تعلیم بمعنی ترغیب choice دے رہا ہے مگر بتانا مقصود یہ ہے

کہ یہ جو لوگ تین طلاقیں دیتے ہیں گناہ ہے،حرام ہے،ناجائز ہے مگر تینوں واقع ہوتی ہیں۔

طلاق کیلئے ایک بار کہنا کافی ہے تین ضروری نہیں ہیں تین بار طلاق دینا اور وہ بھی

اکٹھی ضروری سمجھ کر،جہالت ہے حماقت ہے no doubt تو جو کرتا ہے اپنا نقصان کرتا ہے

مگر ہم نے کانفرنس رکھی ہے یہ پیغام دینے کے لیے یو کے لیول پہ نام دیا ہے اے

کاش world لیول پہ ایسی کوئی تحریک چلے کہ دنیا بھر کے علما اس طرح لوگوں کو public کو

ائمہ مساجد اس طرح اپنی مساجد میں جمعہ کے خطبوں میں educate کریں اور پبلک کی بھی

ذمہ داری ہے۔ come to the scholars.

علمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوں،

Before you do anything.

جو پلاننگ کرتے ہیں نہ دوستوں کے ساتھ obviously فیملی کے ساتھ،تو تھوڑا
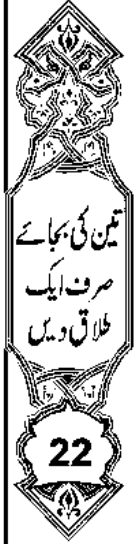
کسی عالم دین سے بھی رابطہ کرلیا کریں یہ جو میں کرنے لگا ہوں،

Whether it is permissible or not

یہ بھی دیکھ لیا کریں۔

Especially when it comes to the religious matters.

تو اپنی اس میں من مانی نہ کریں تو ایک طلاق کا benefit پتا لگ گیا کہ عدت کے دوران رجوع اور عدت ادھر گزر گئی۔

Life time choice.

ہے، دوبارہ نکاح نئے سرے سے حق مہر کے ساتھ، اور اگر نہیں کرنا دوبارہ نکاح تو عورت کسی اور سے نکاح کرے۔

No problem she is totally free.

تو تین کے نقصان پتا چلے تین کا نقصان پتا ہے تین طلاقیں اکٹھی دینے کا نقصان فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہے بائنہ مغلظہ without halalah کوئی واپسی کی صورت نہیں ہے اور حلالہ عورت پر compulsory نہیں ہے۔

She don't have to

وہ آزاد ہے اس مرد کی قید سے۔

And she should not come back

اگر اس کی مرضی ہے۔

If she wants

تو اسلام اس کو چوئیس دیتا ہے اور اگر وہ اس choice پر عمل کرتی ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے نکاح بشرط التحلیل نہیں تو Allowed ہے permissible ہے۔
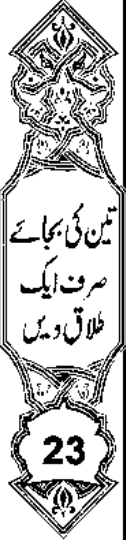
الحمدللہ میں نے چند علمائے کرام سے مشاورت کی ہے برنلے میں،

Islamic Shariah Counciling

یہ ان شاءاللہ تعالیٰ میں کیا کروں گا اگر کسی کا طلاق کا ایشو ہو یا اسلامی لحاظ سے کوئی

بھی مسئلہ پوچھنا ہو میرا نمبر 00447853292843 ہے، آپ Proper Islamic

way. حاصل کر سکتے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اُس کو guide کیا جائے گا جو مسائل مجھے معلوم ہیں عرض کروں گا نہیں پتا تو

ماشاءاللہ جتنے علمائے کرام یہاں تشریف فرما ہیں،

علامہ ظفر محمود مجددی فراشوی صاحب آف مانچسٹر

علامہ نظام الدین رضوی صاحب آف بلیک برن

علامہ سجاد رضوی صاحب آف ہیلی فیکس

شیخ اسرار رشید صاحب آف برمنگھم

شیخ عدیل مدنی صاحب آف بریڈفورڈ

ان کے علاوہ بھی علمائے کرام میرے contacts میں ہیں اُن سے ان شاءاللہ

تعالیٰ رابطہ کروایا جائے گا۔

کئی صورتوں میں علمائے کرام کے ساتھ آپ کی میٹنگ رکھی جائے گی Just in

case اللہ نہ کرے کسی کی خلع کا مسئلہ ہو جاتا ہے یا کوئی ایسا مسئلہ ہو جاتا ہے۔

We will address and we will deal with that issue as well.

وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اس تحریر میں کوئی بھی غلطی پائیں

تو فوراً میری اصلاح فرمائیں۔
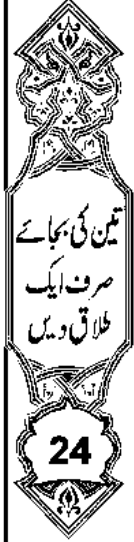
صحیح طلاق دینے کے سلسلے میں ایک بے حد مفید، کارآمد اور دردمند تحریر
علمائے کرام، وکلا حضرات اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید

طلاق دینے کا طریقہ

(تین کی بجائے صرف ایک طلاق دیں)

مصنف

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی

بانی وسرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام
برنلے۔ لنکاشائر۔ یوکے

Maktaba-tul-Barailviyyah
Barailvi House 84-86 grey street
Burnley BB10 1BZ
Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com
Contact Number , Mobile and Whatsapp
00447853292843

کتاب کا نام	طلاق دینے کا طریقہ
مصنف	خیر خواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی
تصدیق و نظر ثانی	علامہ محمد ریاض احمد سعیدی سابق مدرس و مفتی جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ فیصل آباد۔۔پاکستان (1989 تا 2001)
صفحات	32
سن اشاعت	اگست 2019
قیمت	

Maktaba-tul-Barailviyyah

Barailvi House 84–86 grey street

Burnley BB10 1BZ

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

Contact Number , Mobile and Whatsapp

00447853292843

فہرست

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤوف الرحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے قلب اطہر پر وہ عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے۔ دیگر احکام کی طرح ازدواجی زندگی کے بارے بھی قرآن عظیم میں بڑی تفصیل کے ساتھ رہنمائی موجود ہے شریعت اسلامیہ کا منشا و مقصود یہی ہے کہ شادی، خانہ آبادی کا ذریعہ ہو اور میاں بیوی اس بندھن میں رہ کر خوشگوار خوشیوں بھری پرسکون زندگی گزار سکیں اور اگر کسی وجہ سے ان دونوں کا اکٹھا رہنا مشکل ہو جائے تو باہمی رضا مندی سے دونوں الگ ہو جائیں اور ہر روز کے جھگڑے اور فساد کے ذریعے ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنے سے بچ جائیں۔

طلاق دینے اور لینے کے معاملے میں ہمارے اس دور میں شریعت کے تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ایک طرف تو وہ بے باک اور اڑیل قسم کے لوگ ہیں جن پر طلاق دینا واجب ہوتا ہے پھر بھی طلاق نہیں دیتے اور دوسری طرف ایسے جلد باز غصیلے ہیں جو معمولی سی بات پر تین طلاقیں اکٹھی دے دیتے ہیں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو شریعت کے مطابق طلاق دیتے ہیں ان میں سے بھی اکثریت کم علمی کی وجہ سے ہر مہینے ایک طلاق دے کر تین ماہ میں تین طلاقیں پوری کرنا اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھتی ہے شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ملے جو صرف ایک طلاق شریعت کے مطابق دے کر نکاح ختم کرتا ہو۔

کچھ عرصہ پہلے ''امہ چینل،، جو کہ انگلینڈ کے شہر بلیک برن سے چلا کرتا تھا اس پر ہر اتوار کو شرعی سوالات کے جوابات دیا کرتا تھا ان دنوں طلاق سے متعلقہ ہر سوال میں اس مسئلے

پر توجہ دلاتا رہا کہ تین کی بجائے صرف ایک طلاق رجعی دی جائے اور گزشتہ چند مہینوں سے فیس بک نیز واٹس اپ گروپس میں مسلسل یہ شعور دینے کی کوشش کر رہا ہوں کہ جب نوبت طلاق تک آ پہنچے تو اس وقت تین طلاق اکٹھی دینے کی بجائے صرف ایک طلاق رجعی دے کر نکاح کو ختم کر دیں تین طلاقیں پوری کرنا ضروری نہیں ہے اب اپنے جذبات کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تا کہ ان احباب تک بھی یہ پیغام پہنچے جوان سوشل میڈیا کی بجائے کتابوں سے علم دین سیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں اور اسے زیادہ مستند سمجھتے ہیں۔

میری پہلی کتاب ''طلاق دینے کا طریقہ،، آپ کے سامنے ہے اس میں تین کی بجائے ایک طلاق دینے کے دینی و دنیاوی فوائد نیز طلاق سے پہلے اور بعد کے احکام مع دلائل نقل کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ جو لوگ شریعت کے مطابق طلاق دینا چاہتے ہیں ان کی درست اسلامی رہنمائی ہو سکے اور وہ اس سلسلے میں ہونے والے گناہوں سے بچ سکیں نیز زندگی بھر ان کے پاس یہ اختیار بھی رہے جب چاہیں دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح کر کے اکٹھے ہو سکیں۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ خالق و مالک محض اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو عوام اہلسنت میں مقبول فرمائے اور امت مسلمہ کو تین طلاقیں اکٹھی دینے والی آفت سے محفوظ فرمائے۔

آمِیْن ثُمَّ آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

خیر خواہ اہلسنت

شاہد بریلوی

طلاق دینے سے پہلے:

یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبے میں میانہ روی اور تحمل مزاجی سے کام لینے کی ترغیب دلائی ہے باہمی شکر رنجی ہونے کی صورت میں طلاق دینے سے پہلے میاں بیوی کو طلاق سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنے کا درس دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ نساء آیت نمبر 34 میں ارشاد فرماتا ہے کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا (النساء:4:34)

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اُنہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔ (کنزالایمان)

اس سے اگلی آیت مبارکہ میں خاندان کے سمجھدار افراد کے ذریعے جھگڑے کو ختم کرنے کی ترغیب دلائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا

(النساء:4:35)

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل (موافقت پیدا) کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

جس طرح قرآن مجید میں طلاق سے بچنے کا درس دیا گیا ہے اسی طرح مومنین پر رحم و کرم فرمانے والے نبیِ کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی احادیث مبارکہ میں بھی یہی درس دیا گیا ہے

دارقطنی معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعَاذُ ! مَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔

اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔

(سنن الدارقطنی"، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۳۹، ج ۴، ص ۴۰)

ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ۔

تمام حلال چیزوں میں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراہیۃ الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰)

امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَ كَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ وَ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَ

بَیْنَ اَھْلِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ اَوْقَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ۔

ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا تا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔اُن میں ایک آکر کہتا ہے میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جُدائی ڈال دی۔اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔

(المسند،للامام احمد بن حنبل،مسند جابر بن عبداللہ،الحدیث:۱۴۳۸۴،ج۵،ص۵۲)

طلاق کے بارے فقہائے احناف کا موٴقف

اردو زبان میں فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا عالم بنانے والی کتاب کے مصنف خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ،صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ، بہار شریعت حصہ 8 پر تحریر فرماتے ہیں کہ

''نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔اس کی دو 2 صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہوگی، اسے رجعی کہتے ہیں۔

طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو،اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔

اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

طلاق دینے کے مختلف طریقے

طلاق کی تین قسمیں ہیں:

(1) حسن (2) اَحسن (3) بِدعی۔

جس طہر میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔

اور غیر موطوءہ (جس کے ساتھ ابھی وطی نہیں کی) کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطوءہ (جس کے ساتھ وطی کی ہو) کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔

حمل والی یا سن ایاس والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔ یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی و طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

بدعی یہ کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے یا موطوءہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی یا اُس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں

طلاق بائن دی۔ (درمختار وغیرہ)(بہار شریعت، حصہ ہشتم، ص110.111)

تین کی بجائے صرف ایک طلاق دیں

ایک طلاق اور تین طلاق کے احکام میں کیا فرق ہے نیز ان کے کیا فوائد ونقصانات ہیں اس کے بارے میں نے یہ چند الفاظ تحریر کئے ہیں تا کہ لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا جائے کہ جب نوبت طلاق تک آ ہی جائے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اس وقت کس طرح طلاق دی جائے جس سے عورت نکاح سے نکل جائے اور عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر لے نیز میاں بیوی کے پاس یہ اختیار بھی باقی رہے کہ دوران عدت بغیر نکاح کے رجوع کر کے دوبارہ میاں بیوی کی طرح رہ سکیں اور عدت گزر جانے کے بعد بھی زندگی بھر جب بھی چاہیں تو نئے سرے سے بغیر حلالے کے دوبارہ نکاح کر سکیں۔

طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ

جب طلاق دینا شرعاً جائز ہو تو شوہر اپنی بیوی کو پاکی کے ان دنوں میں جن میں جماع نہ کیا ہو صرف ایک طلاق رجعی دے مثلاً زبانی یا تحریری طور پر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے طلاق دی، اور چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ ایک طلاق رجعی کا یہ فائدہ ہے کہ دَوران عدت شوہر بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت پوری ہو جائے تب بھی عورت کے پاس یہ اختیار رہتا ہے کہ زندگی میں جب چاہے اسی شوہر سے بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتی ہے اور اگر کسی اور سے نکاح کرنا چاہے تو وہ بھی کر سکتی ہے کیونکہ دوسرا نکاح کرنے کے لئے ایک طلاق بھی کافی ہے تین طلاقیں دینا یا لینا ضروری نہیں ہے۔

طلاق دینے کے طریقے میں عدت کا ذکر ہوا ہے قرآن پاک سے عدت کی مدت کا بیان سمجھ لیجئے۔

جس شادی شدہ عورت کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی نہیں کی اور نہ ہی ایسی خلوت اختیار کی ہے جس میں کوئی طبعی یا شرعی مانع نہ تھا اور وطی پر قدرت تھی ایسی عورت کو اگر طلاق دے دی جائے تو اس پر عدت واجب نہیں ہے،

چنانچہ سورہ احزاب کی آیت نمبر 49 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَاۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۴۹﴾ (الاحزاب 49:33)

اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے چھوڑ دو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورہ بقرہ آیت نمبر 228 میں ان عورتوں کی عدت کی مدت بیان فرماتا ہے جنہیں حیض آتا ہے:

وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍؕ وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًاؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠ ﴿۲۲۸﴾ (البقرہ 228:2)

اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں

کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

جن عورتوں کو بہت چھوٹی یا بہت بڑی عمر ہونے کی وجہ سے حیض نہیں آتا یا وہ حاملہ ہیں ان کی عدت کی مدت سورہ طلاق آیت نمبر 4 میں یوں بیان ہوئی ہے:

وَالّٰٓـىِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـىِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝ (الطلاق 4:65)

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی اُمید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جَن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

حاملہ عورت کی عدت طلاق یا وفات وضع حمل ہے اسی مناسبت سے یہاں ضمناً ان عورتوں کی عدت بھی بیان کردوں جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں، سورہ بقرہ آیت نمبر 334 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (البقرہ 234:2)

اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو تم پر مُواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ان آیات مبارکہ سے آپ نے سیکھا:

جس عورت کی رخصتی نہیں ہوئی اس پر طلاق کی عدت واجب نہیں ہے۔

جس عورت کے ساتھ شوہر نے وطی کی ہو اور اس کو حیض آتا ہو تو اسکی طلاق کی عدت تین حیض ہے۔

جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت طلاق تین مہینے ہیں اگر چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی ہے تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرے اور اگر کسی اور تاریخ کو طلاق دی ہے تو 90 دن پورے کرے۔

حاملہ عورت کی عدت اس وقت پوری ہوگی جب وہ بچہ یا بچی کو جنم دے گی چاہے اس میں نو ماہ لگیں یا چند گھنٹے۔

جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں حاملہ نہ ہوں تو ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

طلاق دینے کے طریقے میں طلاق رجعی کا ذکر ہوا آیئے قرآن مجید سے رجوع کا بیان پڑھتے ہیں۔

طلاق رجعی اس طلاق کو کہتے ہیں جس میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہو جیسے کہ شوہر اپنی بیوی کو صریح الفاظ میں کہے میں نے تم کو ایک طلاق دی کیونکہ اس میں لفظ طلاق صریح بولا گیا ہے اس لئے یہ ایک طلاق رجعی ہوئی۔

ایک طلاق کا فائدہ:

ایک طلاق رجعی دینے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عورت نکاح سے فوراً نہیں نکلتی جب تک عدت پوری نہ ہو کسی بھی وقت شوہر بغیر نکاح کے رجوع کرسکتا ہے۔

رجوع کا طریقہ:

رجوع کا طریقہ یہی ہے کہ شوہر دو گواہوں کے سامنے یہ الفاظ کہے: ''میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا''، اور اس کو پیغام بھی بھیج دے کہ میں نے رجوع کر لیا ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اگر یہ الفاظ زبانی کہنے کی بجائے بیوی سے جماع کر لیا پھر بھی رجوع ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے رجوع کرنے سے عدت کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی اور یہ دونوں پہلے کی طرح میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں مگر آئندہ شوہر کے پاس صرف دو طلاق کا حق ہوگا۔

رجوع کا طریقہ سورہ طلاق کی آیت نمبر 2 میں یوں بیان ہوا ہے کہ

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ (الطلاق 2:65)

تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اُسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تین کی بجائے صرف ایک طلاق رجعی کا فائدہ:

تین کی بجائے صرف ایک طلاق رجعی دینے کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ طلاق رجعی کی عدت گزر گئی تب بھی عورت زندگی میں جب چاہے اس شوہر سے بغیر حلالے کے نکاح کر سکتی ہے اور اگر چاہے تو کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اس کو مکمل اختیار ہوگا۔

ایک کی بجائے تین طلاقیں دینے کے نقصانات:

تین طلاقیں اکٹھی دینے کے بہت زیادہ نقصانات ہیں سب سے پہلا یہ کہ ایسا کرنا ناجائز وحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

دوسرا نقصان یہ ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دیں یا ایک ایک کر کے تین پوری کریں جب تین پوری ہو جائیں تو عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے عدت کے دوران شوہر رجوع نہیں کر سکتا اور دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا ہے بلکہ عدت کی مدت پوری ہونے کے بعد بھی بغیر حلالے کے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ طلاق دینے کے طریقے میں حلالہ کا ذکر ہوا ہے آیئے اس کے تفصیلی احکام سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

حلالہ کا درست طریقہ:

حلالہ کا درست طریقہ یہ ہے کہ تین طلاق والی عورت اگر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے تو عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر جماع کرنے کے بعد طلاق دے اب یہ عورت دوبارہ عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے نئے سرے سے گواہوں کی موجودگی میں نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ اسلام نے عورت کو یہ اختیار دیا ہے عورت کو مجبور نہیں کیا اور نہ ہی پہلا شوہر اُس کو حلالہ پر مجبور کر سکتا ہے جب تین طلاقیں پوری ہو جائیں چاہے اکٹھی یا متفرق پھر حلالہ شرعی کے بغیر تین طلاق والی عورت اس شوہر سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی اس مسئلہ پر آج کل جاہل عوام طرح طرح کے بیہودہ اعتراضات کرتی ہے اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ تین طلاق اور حلالہ سے متعلقہ آیات مبارکہ بمع ترجمہ وتفسیر نیز ہمارے فقہاء احناف کے ارشادات یہاں ذکر کردوں تا کہ درست اسلامی معلومات ایسے لوگوں تک پہنچ سکے اور وہ خواہ مخواہ علماء کرام پر اعتراضات

کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ آیت نمبر 230 میں ارشاد فرماتا ہے کہ

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ 230:2)

پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

{فَاِنْ طَلَّقَهَا: پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر حرمتِ غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے، اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح جب تک یہ نہ ہو کہ عورت عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے یا وہ فوت ہوجائے اور عورت پھر اس دوسرے شوہر کی عدت گزارے۔

تین طلاقوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ:

تین طلاقیں تین مہینوں میں دی جائیں یا ایک مہینے میں یا ایک دن میں یا ایک نشست میں یا ایک جملے میں بہرصورت تینوں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر شرعی طریقے کے مرد و عورت کا ہم بستری وغیرہ کرنا صریح حرام و

ناجائز ہے اور ایسی صلح کی کوشش کروانے والے بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

(تفصیل کے لئے علماء اہلسنّت کی کتابوں کی طرف رجوع کریں)۔

(تفسیرِ صراط الجنان، جلد:1 ،صفحہ:353.352)

فقہ حنفی کی مشہور زمانہ کتاب فتاوٰی شامی میں حلالے کے بارے جو مذکور ہے اسے صاحب بہار شریعت نے یوں نقل فرمایا ہے:

نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول وثانی اورعورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہوجائیگی۔اور شرط باطل ہے۔اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہوتو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہوتو مستحق اجر ہے۔

(درمختار وغیرہ)

اگر نکاح اس نیت سے کیا جارہا ہے کہ شوہر اول کے لیے حلال ہوجائے اورعورت یا شوہر اول کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نکاح کر کے طلاق نہ دے تو دقت ہوگی تو اس کے لیے بہتر حیلہ یہ ہے کہ اُس سے یہ کہلوالیں کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کر کے جماع کردوں یا نکاح کر کے ایک رات سے زیادہ رکھوں تو اس پر بائن طلاق ہے اب عورت سے جماع کرتے ہی یا رات گزرنے پر طلاق پڑ جائے گی یا یوں کرے کہ عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے وہ کہے میں نے قبول کیا اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے۔اور اگر پہلے زوج کی جانب سے الفاظ کہے گئے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا اِس شرط پر کہ اُسے اُس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے

عورت کو اختیار نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے آپ بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ جب ایک طلاق سے نکاح ختم ہوسکتا ہے تو پھر تین طلاقیں اکٹھی دے کر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا بہت بڑی نادانی ہے اب تک جو کچھ بیان ہوا اس کی دُہرائی کے طور پر درج ذیل موازنہ بغور مطالعہ کر لیجئے:

ایک طلاق رجعی دینے سے عورت نکاح سے فوراً نہیں نکلتی جب کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔

ایک طلاق کی عدت کے دوران شوہر جب چاہے بغیر نکاح کے رجوع کر سکتا ہے جبکہ تین طلاق کی عدت کے دوران شوہر نکاح کے ساتھ بھی رجوع نہیں کر سکتا۔

ایک طلاق کی عدت گزر جائے تب بھی عورت کے پاس یہ اختیار رہتا ہے کہ زندگی بھر جب چاہے بغیر حلالے کے اس شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے جب کہ تین طلاقوں کی عدت گزر جانے کے بعد شوہر بغیر حلالے کے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔

جس طرح تین طلاق کی عدت پوری کر کے عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے بالکل اسی طرح صرف ایک طلاق کی عدت کی مدت پوری کرنے کے بعد بھی عورت خود مختار ہوتی ہے جس سے چاہے نکاح کرے تین طلاقیں پوری کرنا ضروری نہیں ہے۔

میرا حسن ظن ہے کہ

یہاں تک پڑھنے کے بعد آپ بے ساختہ پکار اٹھیں گے پھر لوگ تین طلاقیں کیوں دیتے ہیں؟ جب ایک طلاق سے نکاح ختم ہوجاتا ہے تو تین طلاقیں دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اگر واقعی آپ کی یہ کیفیت ہے تو میری محنت وصول ہوگئی یہی وہ شعور ہے جسے پیدا

کرنے کے لئے میں نے یہ کتاب لکھی ہے آپ سے درخواست ہے ہو سکے تو یہ کتاب زیادہ تعداد میں خرید کر اپنے رشتہ داروں اور دوست احباب میں تقسیم فرمائیں تاکہ آپ کی طرح وہ بھی طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ سیکھ سکیں اور اللہ نہ کرے ان کو طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو وہ تین طلاقیں اکٹھی دینے والی جہالت پر عمل کرنے کی بجائے طلاق رجعی دیں اور وہ بھی پاکی کے ان دنوں میں جن میں بیوی سے جماع نہ کیا ہوا گر آپ خود نہیں خرید سکتے تو کم از کم یہی کتاب دوسرے کو پڑھنے کے لئے دے کر صدقہ جاریہ کمانے میں میرے شریک بن جائیں۔

فی زمانہ طلاق دینے اور لینے کے غلط طریقے:

ہمارے ہاں عام طور پر تین طلاقیں اکٹھی لی اور دی جاتی ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف تین طلاقوں سے ہی نکاح ختم کیا جا سکتا ہے جب تک پوری تین طلاقیں نہیں دی جائیں گی نکاح ختم نہیں ہوگا اور عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی ہماری عوام کی اکثریت کو اس بات کا بالکل شعور ہی نہیں ہے کہ تین کی بجائے صرف ایک طلاق دینے سے بھی عورت نکاح سے نکل سکتی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اگر دوسرا نکاح نہیں کرتی تب بھی زندگی میں جب چاہے بغیر حلالے کے اسی شوہر سے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نئے سرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

تین طلاقیں اکٹھی دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے جی ہاں جب طلاق دینا شرعاً جائز ہو جائے اس وقت بھی تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے احادیث مبارکہ میں تین

طلاقیں اکٹھی دینے کی مذمت آئی ہے نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم نے اسے سخت ناپسند فرمایا ہے۔

تین طلاقیں اکٹھی دینا ناپسندیدہ عمل ہے:

نسائی نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: اَيَلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ ؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں اس کو سُن کر غصہ میں کھڑے ہو گئے اور یہ فرمایا کہ کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر ابھی موجود ہوں۔

(سنن النسائی، کتاب الطلاق، الثلاث المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ، الحدیث:3430، صفحہ553)

ایک روایت میں ہے کہ امام مالک مؤطّا میں روایت کرتے ہیں کہ

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ ؟ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلُقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَ سَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللهِ هُزُوًا۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا میں نے اپنی عورت کو سو طلاقیں دے دیں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ تیری عورت تین طلاقوں سے بائن ہوگئی اور ستانوے طلاق کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھٹا کیا۔

(الموطا لامام مالک، کتاب الطلاق، باب ماجاء في البتة، الحدیث:1192، جلد2، صفحہ98)

اِن روایات سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے تینوں واقع

ہوجاتی ہیں فی زمانہ کچھ بدمذہب اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تین طلاقوں کوایک قرار دیتے ہیں جوکہ عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے ہمارے دور میں اہلسنت و جماعت کے صرف چار مجتہدین ہیں جن کے مقلدین دنیا کے مختلف علاقوں میں رہتے ہیں ان حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی ایک وقت ایک مجلس میں دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں۔

اس مسئلہ کی تفصیلی معلومات کے لئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالٰی کی مایہ ناز کتاب ''جاء الحق'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حالت حیض میں طلاق دینا گناہ ہے:

آج کل اس طرف بھی بالکل توجہ نہیں ہوتی کہ جب طلاق دینا جائز ہو تب بھی ہر حالت میں طلاق نہیں دے سکتے مثلاً حیض کے دنوں میں عورت کو طلاق دینا گناہ ہے مگر ہمارے ہاں طلاق دیتے وقت اس بات کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا لوگ جب چاہتے ہیں بغیر دھڑک کے طلاق دے دیتے ہیں جبکہ شریعت اسلامیہ یہاں تک کہتی ہے کہ پاکی کے بھی ان دنوں میں طلاق دینی چاہئے جن میں ابھی تک جماع نہ کیا ہو۔

اللہ تعالٰی قرآن مجید میں سورہ طلاق کی پہلی آیت میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ (الطلاق 1:65)

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو

اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدیں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو

شانِ نزول:

یہ آیت حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حق میں نازل ہوئی، اُنہوں نے اپنی بیوی کو عورتوں کے مخصوص اَیّام میں طلاق دی تھی، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کریں پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طُہر یعنی پاکی کے دنوں میں طلاق دیں۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدی، اس کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اسے رجوع کرنے کا حکم دو تا کہ وہ ٹھہری رہے یہاں تک کہ پاک ہو جائے، پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے، اب اگر چاہے تو روک لے اور چاہے تو اسے چھونے سے پہلے طلاق دیدے پس یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس طرح طلاق دی جائے۔

(بخاری، کتاب الطلاق، باب قول اللہ تعالیٰ: یایّھا النبی اذا طلّقتم النساء۔۔۔الخ، ۳/۴۷۸، الحدیث:۵۲۵۱)

اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ: جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو۔

اس آیت میں بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ اور طلاق یافتہ عورت کی عدت سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)، اپنی امت سے فرمادیں کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کی عدت کے وقت پر یعنی پاکی کے دنوں میں انہیں طلاق دو تا کہ ان کی عدت لمبی نہ ہو۔ (خازن، الطلاق، تحت الآیۃ:۱، ۴/۲۷۷)

(تفسیر صراط الجنان، جلد:10، صفحہ:196..195)

شوہر کے گھر عدت پوری کرنا ضروری ہے:

طلاق کے مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے ایک بہت بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ طلاق دینے کے فوراً بعد عورت کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے جب کہ شریعت نے دوران عدت عورت کے نان نفقے کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے عورت کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ عدت کی مدت اسی سابقہ شوہر کے گھر میں پوری کرے بلا ضرورت شرعی اس گھر سے باہر نکلنا حرام ہے ایک طلاق کی عدت میں تو شوہر اور بیوی میں پردہ نہیں ہے بلکہ عورت کو بن سنور کر رہنے کی اجازت ہے تا کہ شوہر رجوع کی طرف مائل ہو مگر تین طلاق کی عدت میں اس سابقہ شوہر سے پردے کیساتھ ساتھ سوگ بھی ہے عورت کسی قسم کا بناؤ سنگھار نہیں کرے گی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَۚ وَ

اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ (الطلاق 65:1)

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدیں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ: تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔

یعنی اے لوگو! عدت کے دنوں میں عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ اس دوران وہ خود اپنی رہائش گاہ سے نکلیں، البتہ اگر وہ کسی صریح بے حیائی کا اِرتکاب کریں اور اُن سے کوئی علانیہ فسق صادر ہو جس پر حد آتی ہے جیسے زنا اور چوری وغیرہ کریں تو اس صورت میں تم انہیں گھر سے نکال سکتے ہو۔

(مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ:۱، ص۱۲۵۱، روح البیان، الطلاق، تحت الآیۃ:۱، ۱۰/۲۸، خزائن العرفان، الطلاق، تحت الآیۃ:۱، ص۱۰۳۲)

جس طرح بہت سارے شرعی معاملات میں بے پرواہی برتی جاتی ہے جرم کرنے کے بعد شرعی رہنمائی لی جاتی ہے اسی طرح طلاق بھی شریعت کے احکام کے مطابق نہیں دی جاتی بد قسمتی سے آج کل دارالافتاء میں سب سے زیادہ طلاق کے مسائل پوچھے جاتے ہیں جن میں اکثر اوقات لوگ تین طلاقیں دینے کے بعد ہی آتے ہیں اور پہلے تو طرح طرح کے

حیلے بہانے بناتے ہیں مثلاً ''مجھے مسئلہ معلوم نہیں تھا،'' ''میں نے غصے میں طلاق کے الفاظ کہہ دیئے ہیں،'' ''میں نے غلطی سے طلاق دے دی ہے،'' وغیرہ اور جب کوئی چارہ کارگر نہیں ہوتا تو پھر علماء کرام کی منتیں کرتے ہیں رجوع کی کوئی صورت نکالیں ہم سے غلطی ہوگئی ہے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہمارا گھر برباد ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک کی سورہ بقرہ آیت نمبر 229 میں ارشاد ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْــًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ (البقرہ 2:229)

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪ : طلاق دو بار تک ہے۔

یہ آیت ایک عورت کے متعلق نازل ہوئی جس نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت

گزرنے کے قریب ہوگی تو رجوع کرلے گا اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 2/202)

اور ارشاد فرمادیا کہ طلاق رَجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجوع کا حق نہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو طلاق دینے کا اختیار دو بار تک ہے۔ اگر تیسری طلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہوجائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عدت گزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کرکے عدت نہ گزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی۔ لہٰذا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد رجوع کرکے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو اور یا طلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کرسکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کرکے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طلاق بھی بائنہ ہوجاتی ہے۔ شریعت نے طلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں الٹا چلتی ہے، طلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں غلط طریقہ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ :اور تمہیں حلال نہیں۔

یہاں بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا مسئلہ بیان کیا جارہا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی یہ کہ شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لے اور یہ بطورِ خلع نہ ہو، یہ صورت تو سراسر ناجائز و حرام ہے، یہ مضمون سورہ نساء کی آیت 20، 21 میں بھی ہے، وہاں فرمایا کہ تم بیویوں کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو طلاق کے وقت اس سے لینے کی اجازت نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت مرد سے خلع لے اور خلع میں عورت مال ادا کرے، اس صورت کی اجازت ہے اور آیت میں جو فرمایا کہ عورت کے فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں اس سے یہی صورت مراد ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو خلع میں مال لینا مکروہ ہے اور اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مال لینا درست ہے لیکن مہر کی مقدار سے زیادہ لینا پھر بھی مکروہ ہے۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب الثامن، الفصل الاول، ۱/ ۴۸۸)

خلع کے چند احکام:

(1)......بلا وجہ عورت کیلئے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ایسی عورتیں اور وہ حضرات درج ذیل 3 احادیث سے عبرت حاصل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں:

(۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ۲/ ۳۹۰، الحدیث: ۲۲۲۶)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور پرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔

(ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجھا، ۲/ ۳۶۹، الحدیث: ۲۱۷۵)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، اس کے نزدیک

سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔اس کے لشکر میں سے ایک آ کر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص آ کر کہتا ہے: میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروادی۔ ابلیس اس کو اپنے قریب کر کے کہتا ہے: ہاں! تم نے کام کیا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة والجنة والنار، باب تحریش الشیطان وبعث سرایاہ لفتنة الناس۔۔۔الخ، ص۱۵۱۱، الحدیث:۶۷(۲۸۱۳)

(2)......خلع کا معنیٰ: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ خلع میں شرط ہے کہ عورت اسے قبول کرے۔

(3)......اگر میاں بیوی میں نااتفاقی رہتی ہو تو سب سے پہلے میاں بیوی کے گھر والے ان میں صلح صفائی کی کوشش کریں جیسا کہ سورہ نساء آیت 35 میں ہے کہ مرد و عورت دونوں کی طرف سے پنچ مقرر کیا جائے جو ان کے درمیان صلح صفائی کروادے لیکن اگر اس کے باوجود آپس میں نہ بنے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے تو خلع میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال طے کیا ہو عورت پر اُس کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔ (ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ۱/۲۶۱)

خلع کی آیت حضرت جمیلہ بنت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنے شوہر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی شکایت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں کی اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت جمیلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اس بات کو منظور کرلیا چنانچہ حضرت ثابت

ﷺ نے باغ لے لیا اور انہیں طلاق دے دی۔ (درمنثور، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۲۹، ۱/۶۷۱)

(تفسیر صراط الجنان، ج:1، صفحہ: 350.351.352)

کورٹ کے ذریعے طلاق لینا غلط ہے کیونکہ موجودہ کورٹ فسخ نکاح کے شرعی تقاضے پورے نہیں کرتیں اس طرح طلاق نہیں ہوتی لوگ جہالت کی وجہ سے اسے خلع کہتے ہیں حالانکہ خلع تب ہوتی ہے جب شوہر مفت طلاق نہ دیتا ہو اور بیوی مال کے بدلے شوہر سے طلاق لے جیسا کہ گزشتہ صفحات پر آپ نے خلع کے مسائل پڑھے ہیں

یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نے عوام اہلسنت کی دینی معلومات میں اضافے کے لیے لکھے ہیں طلاق کے تفصیلی مسائل سیکھنے کے لئے بہار شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔

اگر آپ واقعی طلاق دینا یا لینا چاہتے ہیں یا شوہر طلاق نہیں دے رہا اور نہ ہی مال کے بدلے طلاق دے کر خلع کر رہا ہے تو آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ بعض اوقات شریعت اسلامیہ مفتیِ اسلام کو فسخ نکاح کا حق دیتی ہے وہ شوہر کے طلاق دیئے بغیر بھی نکاح ختم کر سکتے ہیں اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے قریبی کسی سنی حنفی بریلوی مفتی صاحب سے رابطہ فرمائیں تاکہ وہ آپ کے حالات کا بغور جائزہ لے کر آپ کی درست شرعی رہنمائی کر سکیں اور آپ طلاق دینے یا لینے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں نیز طلاق کے بعد عدت، رجوع یا دوبارہ نکاح کے احکام بھی آپ کو بہتر طریقے سے سمجھا سکیں۔

اہل علم حضرات اگر کوئی شرعی غلطی پائیں تو براہ کرم مجھے میرے ای میل یا واٹس اپ پر ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی دور کر دی جائے۔

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

Contact Number , Mobile and Whatsapp

00447853292843

شرعی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت میرے ای میل یا واٹس اپ پر میسج کیجیے

(تلخیص بہار شریعت حصہ 8 طلاق کا بیان)

طلاق کے بارے اسلامی تعلیمات

مصنف

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی

بانی و سرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام

برنلے۔ لنکاشائر۔ یو کے

Maktaba-tul-Barailviyyah

Barailvi House 84-86 grey street

Burnley BB10 1BZ

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

Contact Number . Mobile and Whatsapp

00447853292843

فہرست

طلاق کے بارے اسلامی تعلیمات
56

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طلاق کے بارے اسلامی تعلیمات

طلاق کی تعریف:

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں۔

طلاق کی دو قسمیں ہیں:

صریح:

صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ (جوہرہ وغیرہ)

لفظ صریح مثلاً (1) میں نے تجھے طلاق دی، (2) تجھے طلاق ہے، (3) تو مطلقہ ہے، (4) تو طالق ہے، (5) میں تجھے طلاق دیتا ہوں، (6) اے مطلقہ۔

ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا دیانۃً واقع نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

کنایہ:

کنایہ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو، کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔

کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں:

بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ

یہ ہے نہ وہ، بلکہ جواب کے لیے متعین ہیں۔

اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیتِ طلاق نہیں، اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں۔

اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں:

(1) جا (2) نکل (3) چل (4) روانہ ہو (5) اُٹھ (6) کھڑی ہو (7) پردہ کر (8) دوپٹہ اوڑھ (9) نقاب ڈال (10) ہٹ سرک (11) جگہ چھوڑ (12) گھر خالی کر۔

کنایہ کے اِن الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نیت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نیت نہ ہو اور دو کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زوجہ باندی ہو تو دو کی نیت صحیح ہے اور تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

صریح صریح کو لاحق ہوتی ہے یعنی پہلے صریح لفظوں سے طلاق دی پھر عدّت کے اندر دوسری مرتبہ طلاق کے صریح لفظ کہے تو اس سے دوسری واقع ہوگی۔ یوہیں بائن کے بعد بھی صریح لفظ سے واقع کرسکتا ہے جبکہ عورت عدّت میں ہو۔

اور صریح سے مراد یہاں وہ ہے جس میں نیت کی ضرورت نہ ہو اگرچہ اُس سے طلاق بائن پڑے اور عدّت میں صریح کے بعد بائن طلاق دے سکتا ہے۔

اور بائن بائن کو لاحق نہیں ہوتی جبکہ یہ ممکن ہو کہ دوسری کو پہلی کی خبر دینا کہہ سکیں مثلاً پہلے کہا تھا کہ تو بائن ہے اس کے بعد پھر یہی لفظ کہا تو اس سے دوسری واقع نہ ہوگی کہ یہ پہلی
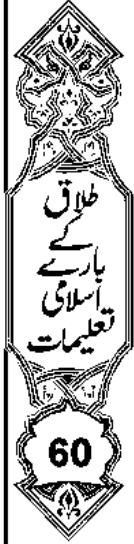
طلاق کی خبر ہے یا دوبارہ کہا میں نے تجھے بائن کر دیا۔

اور اگر دوسری کو پہلی سے خبر دینا نہ کہہ سکیں مثلاً پہلے طلاق بائن دی پھر کہا میں نے دوسری بائن دی تو اب دوسری پڑے گی۔ یوہیں پہلی صورت میں بھی دو واقع ہونگی جبکہ دوسری سے دوسری طلاق کی نیت ہو۔ (درمختار، ردالمحتار)

اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔

دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہوگی، اسے رجعی کہتے ہیں۔

رجعت کا طریقہ:

رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدّت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔

اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلافِ سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔

اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہو گئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (جوہرہ)

شوہر نے رجعت کر لی مگر عورت کو خبر نہ کی اُس نے عدّت پوری کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کر دی جائے گی اگرچہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو۔ (درمختار)

رجعت کے الفاظ:

رجعت کے الفاظ یہ ہیں میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا۔ یا روک لیا یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ اِن میں بلانیت بھی رجعت ہو جائیگی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

فعل سے رجعت:

جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونھ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یوہیں اُسے برہنہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

تحریری طلاق کے مسائل:

زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اُس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اُسی وقت سے عدّت شمار ہوگی۔
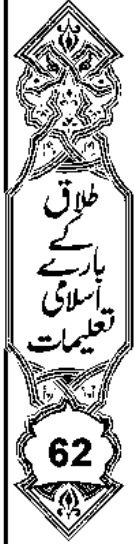
اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اُس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اُس نے نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کر دی لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اُس شہر میں اُس کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جب کہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

طلاق کی تین قسمیں ہیں :

(1) اَحسن۔ (2) حسن۔ (3) بِدعی۔

(1) طلاق احسن:

جس طہر میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔

(2) طلاق حسن:

غیر موطؤہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا موطؤہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔

حمل والی یا سن ایاس والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔ یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا

ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی وطلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

(3) طلاق بدعی:

بدعی یہ کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے یا موطؤہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی یا اُس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی۔ (درمختار وغیرہ)

نوٹ: تین کی بجائے صرف ایک دینے کے فوائد اور تین طلاقوں کے نقصانات کے بارے مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے میری کتاب ''طلاق دینے کا طریقہ،، ملاحظہ فرمائیں۔

طلاق میں اضافت ضروری ہے:

طلاق میں اضافت ضرور ہونی چاہیے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ مثلاً اِسے یا اُسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے یا اُس کے جسم و بدن یا روح کی طرف نسبت کرے یا اُس کے کسی ایسے عضو کی طرف نسبت کرے جو کل کے قائم مقام تصور کیا جاتا ہو مثلاً گردن یا سر یا شرمگاہ یا جزو شائع کی طرف نسبت کرے مثلاً نصف تہائی چوتھائی وغیرہ یہاں تک کہ اگر کہا تیرے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ کو طلاق ہے تو طلاق ہو جائے گی۔ (درمختار)
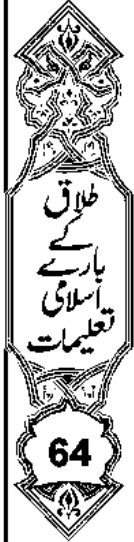
آدھی طلاق بھی پوری طلاق ہے:

جزو طلاق بھی پوری طلاق ہے اگرچہ ایک طلاق کا ہزارواں حصہ ہو مثلاً کہا تجھے آدھی یا چوتھائی طلاق ہے تو پوری ایک طلاق پڑے گی کہ طلاق کے حصے نہیں ہو سکتے۔ اگر چند اجزا ذکر کیے جن کا مجموعہ ایک سے زیادہ نہ ہو تو ایک ہوگی اور ایک سے زیادہ ہو تو دوسری بھی پڑ جائے گی مثلاً کہا ایک طلاق کا نصف اور اُس کی تہائی اور چوتھائی کہ نصف اور تہائی اور چوتھائی کا مجموعہ ایک سے زیادہ ہے لہٰذا دو واقع ہوئیں اور اگر اجزا کا مجموعہ دو سے زیادہ ہے تو تین ہونگی۔ یوہیں ڈیڑھ میں دو اور ڈھائی میں تین اور اگر دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین ہونگی اور ایک طلاق کے تین نصف میں دو اور اگر کہا ایک سے دو تک تو ایک، اور ایک سے تین تک تو دو۔ (درمختار وغیرہ)

طلاق دینے میں شک:

اس میں شک ہے کہ طلاق دی ہے یا نہیں تو کچھ نہیں اور اگر اس میں شک ہے کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو قضاءً ایک ہے دیانۃً زیادہ۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان ہے تو اُسی کا اعتبار ہے اور اگر اس کے خیال میں زیادہ ہے مگر اُس مجلس میں جو لوگ تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک دی تھی اگر یہ لوگ عادل ہوں اور اِس بات میں اُنھیں سچا جانتا ہو تو اعتبار کر لے۔ (ردالمحتار)

طلاق واقع ہونے کی شرائط:

طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔ مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی

پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ، بہر حال طلاق واقع ہو گی۔ (درمختار، عالمگیری)

طلاق کی مختلف صورتوں کا بیان

حالت نشہ میں طلاق:

کسی نے مجبور کر کے اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا (مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہو گی۔ (ردالمحتار)

مذاق میں طلاق:

الفاظ طلاق بطور ہزل کہے یعنی اُن سے دوسرے معنی کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہو گئی۔ یو ہیں خفیف العقل کی طلاق بھی واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

گونگے کی طلاق:

گونگے نے اشارہ سے طلاق دی ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہو گی بلکہ لکھنے سے ہو گی۔ (فتح القدیر)

غلطی سے طلاق:

کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے، زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً یا غفلت میں کہا ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو گئی۔ (درمختار)

مریض کی طلاق:

مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اُسکی طلاق واقع ہے۔ کافر
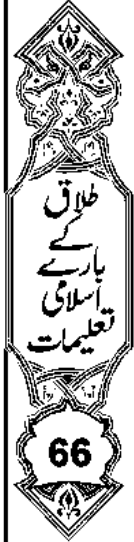
کی طلاق واقع ہے یعنی جبکہ مسلمان کے پاس مقدمہ پیش ہو تو طلاق کا حکم دے گا۔ (درمختار)

پاگل کی طلاق:

مجنون (پاگل) نے ہوش کے زمانہ میں کسی شرط پر طلاق معلق کی تھی اور وہ شرط زمانۂ جنون میں پائی گئی تو طلاق ہوگئی۔ مثلاً یہ کہا تھا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اب جنون کی حالت میں اُس گھر میں گیا تو طلاق ہوگئی ہاں اگر ہوش کے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ میں مجنون ہو جاؤں تو تجھے طلاق ہے تو مجنون ہونے سے طلاق نہ ہوگی۔ (درمختار)

مجنون نامرد ہے یا اُس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا عورت مسلمان ہوگئی اور مجنون کے والدین اسلام سے منکر ہیں تو ان صورتوں میں قاضی تفریق کر دے گا اور یہ تفریق طلاق ہوگی۔ (درمختار)

سونے والے کی طلاق:

سرسام و برسام یا کسی اور بیماری میں جس میں عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو واقع نہ ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

غصہ میں طلاق:

آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے، بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔

آزاد اور باندی کی طلاق میں فرق ہے:

عدد طلاق میں عورت کا لحاظ کیا جائے گا یعنی عورت آزاد ہو تو تین طلاقیں ہو سکتی ہیں اگرچہ اُس کا شوہر غلام ہو اور باندی ہو تو اُسے دو ہی طلاقیں دی جاسکتی ہیں اگرچہ شوہر آزاد ہو۔ (عامہ کتب)

نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا۔ اگر وہ سمجھ وال (سمجھ دار) ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہوگئی۔ (ردالمحتار)

بیوی کو طلاق سپرد کرنا:

عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اُس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اگرچہ وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کرسکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سُنا نہیں اور اُسے اختیار اُنھیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں اُسے اسکا علم ہوا اُس کا اعتبار ہے۔ ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کردیا تھا مثلاً آج اُسے اختیار ہے اور وقت گزرنے کے بعد اُسے علم ہوا تو اب کچھ نہیں کرسکتی اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں کہ یہ کنایہ ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اُس وقت طلاق کی بات چیت تھی تو اب نیت نہیں دیکھی جائے گی۔ اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہ ہوگا یعنی بعد واپسی شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اُسے منع بھی نہیں کرسکتا۔

اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دیدے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے جب بھی یہی سب احکام ہیں مگر اِس صورت میں عورت نے طلاق دیدی تو رجعی پڑیگی ہاں

اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت بھی کر لی ہے تو تین ہوں گی اور مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے تین کی نیت کی یا یہ کہا کہ تو اپنے کو تین طلاقیں دے لے اور عورت نے ایک دی تو ایک پڑے گی اور اگر کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دے عورت نے ایک دی یا کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو ایک طلاق دے عورت نے تین دیں تو دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دی ایک اور ایک اور ایک تو تین پڑیں گی۔

(جوہرہ، درمختار، عالمگیری وغیرہا)

اِن الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہ ہوگا۔ (درمختار)

تعلیق کا بیان:

تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی موقوف ہے اس کو شرط کہتے ہیں۔ تعلیق صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ''شرط'' فی الحال معدوم ہو مگر عادۃً ہو سکتی ہو لہٰذا اگر شرط معدوم نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے یہ تعلیق نہیں بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائیگی۔

اور اگر شرط عادۃً محال ہو مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں اونٹ چلا جائے تو تجھ کو طلاق ہے یہ کلام لغو ہے اس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ''شرط'' متصلاً بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا شوہر نے کہا اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہوگئی اگرچہ کمینہ نہ ہو کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا دینا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا، لہٰذا اگر یوں کہا تجھے

طلاق ہے اگر، اوراس کے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہوگی۔

تعلیق کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اُس کے نکاح میں ہو مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اُس کی عدّت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے یا نکاح کی طرف اضافت ہو مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اُس پر طلاق ہے یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے۔

اور کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق، پھر اُس سے نکاح کیا اور وہ عورت اُس کے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی یا کہا جو عورت میرے ساتھ سوئے اُسے طلاق ہے پھر نکاح کیا اور ساتھ سوئی طلاق نہ ہوئی۔ یوہیں اگر والدین سے کہا اگر تم میرا نکاح کرو گے تو اُسے طلاق پھر والدین نے اس کے بے کہے نکاح کر دیا طلاق واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر طلاق ثبوت ملک یا زوال ملک کے مقارن ہو تو کلام لغو ہے طلاق نہ ہوگی، مثلاً تجھ پر طلاق ہے تیرے نکاح کے ساتھ یا میری یا تیری موت کے ساتھ۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

طلاق کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا:

اگر ان شاء اللہ کو مقدم کیا یعنی یوں کہا ان شاء اللہ تجھ کو طلاق ہے جب بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ اگر تو گھر میں گئی تو مکان میں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر ان شاء اللہ دو جملے طلاق کے درمیان میں ہو مثلاً کہا تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ تجھ کو طلاق ہے تو استثنا پہلے کی طرف رجوع کرے گا لہٰذا دوسرے سے طلاق ہو جائے گی۔ یوہیں اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں ان شاء اللہ تجھ پر طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی۔

(بحر، درمختار، خانیہ)
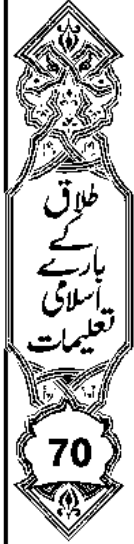
اگر کہا تجھ پر ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور تجھ پر دو طلاقیں اگر خدا نہ چاہے تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر کہا تجھ پر آج ایک طلاق ہے اگر خدا چاہے اور اگر خدا نہ چاہے تو دو اور آج کا دن گزر گیا اور عورت کو طلاق نہ دی تو دو واقع ہوئیں اور اگر اُس دن ایک طلاق دیدی تو یہی ایک واقع ہوگی۔ (عالمگیری)

استثناء کے مسائل:

اگر تین طلاقیں دے کر اُن میں سے ایک یا دو کا استثنا کرے تو یہ استثنا صحیح ہے یعنی استثنا کے بعد جو باقی ہے واقع ہوگی مثلاً کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو دو ہونگی اور اگر کہا مگر دو تو ایک ہوگی۔ اور کل کا استثنا صحیح نہیں خواہ اُسی لفظ سے ہو مثلاً تجھ پر تین طلاقیں مگر تین یا ایسے لفظ سے ہو جس کے معنی کل کے مساوی ہوں مثلاً کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر ایک اور ایک اور ایک یا مگر دو اور ایک، تو ان صورتوں میں تینوں واقع ہوں گی۔

یا اُس کی کئی عورتیں ہیں سب کو مخاطب کر کے کہا تم سب کو طلاق ہے مگر فلانی اور فلانی اور فلانی نام لیکر سب کا استثنا کر دیا تو سب مطلقہ ہوجائیں گی اور اگر باعتبار معنی کے وہ لفظ مساوی نہ ہوا گرچہ اس خاص صورت میں مساوی ہو تو استثنا صحیح ہے مثلاً کہا میری ہر عورت پر طلاق مگر فلانی اور فلانی پر، تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ اُس کی یہی دو عورتیں ہوں۔ (درمختار وغیرہ)

طلاق کی عدت اور وراثت:

عورت کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر مر گیا تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں، عورت کی رضامندی سے دی ہو یا بغیر رضا۔ یوہیں اگر عورت کتابیہ تھی یا باندی اور طلاق رجعی کی عدت میں مسلمان ہوگئی یا آزاد کردی گئی اور شوہر مر گیا تو مطلقاً وارث ہے اگرچہ شوہر کو اُس کے مسلمان ہونے یا آزاد ہونے کی خبر نہ ہو۔ (عالمگیری)

اگر مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی ایک دی ہو یا زیادہ اور اُسی مرض میں عدّت کے اندر مر گیا خواہ اُسی مرض سے مرا یا کسی اور سبب سے مثلاً قتل کر ڈالا گیا تو عورت وارث ہے جبکہ باختیار خود اور عورت کی بغیر رضا مندی کے طلاق دی ہو بشرطیکہ بوقت طلاق عورت وارث ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو اگرچہ شوہر کو اس کا علم نہ ہو مثلاً عورت کتابیہ تھی یا کنیز اور اُس وقت مسلمان یا آزاد ہو چکی تھی۔

اور اگر عدّت گزرنے کے بعد مرا یا اُس مرض سے اچھا ہو گیا پھر مر گیا خواہ اُسی مرض میں پھر مُبتلا ہو کر مرا یا کسی اور سبب سے یا طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یعنی مار ڈالنے یا عضو کاٹنے کی صحیح دھمکی دی گئی ہو یا عورت کی رضا سے طلاق دی تو وارث نہ ہوگی اور اگر قید کی دھمکی دی گئی اور طلاق دیدی تو عورت وارث ہے اور اگر عورت طلاق پر راضی نہ تھی مگر مجبور کی گئی کہ طلاق طلب کرے اور عورت کی طلب پر طلاق دی تو وارث ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

یہ حکم کہ مرض الموت میں عورت بائن کی گئی اور شوہر عدّت کے اندر مر جائے تو بشرائط سابقہ عورت وارث ہوگی طلاق کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو فُرقت جانبِ زوج سے ہو سب کا یہی حکم ہے مثلاً شوہر نے بخیارِ بلوغ عورت کو بائن کیا یا عورت کی ماں یا لڑکی کا شہوت سے بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور جو فرقت جانبِ زوجہ سے ہو اُس میں وارث نہ ہوگی مثلاً عورت نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا مرتد ہو گئی یا خلع کرایا۔ یوہیں اگر غیر کی جانب سے ہو مثلاً شوہر کے لڑکے نے عورت کا بوسہ لیا اگرچہ عورت کو مجبور کیا ہو ہاں اگر اس کے باپ نے حکم دیا ہو تو وارث ہوگی۔ (ردالمحتار)

بیوی سے قربت نہ کرنے کی قسم کھانے کے احکام:

قسم کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اللہ تعالٰی یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی جن کی
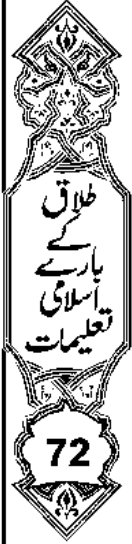
قسم کھائی جاتی ہے مثلاً اُس کی عظمت وجلال کی قسم، اُس کی کبریائی کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم، دوسری تعلیق مثلاً یہ کہ اگر اِس سے وطی کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کو طلاق ہے یا مُجھ پر اتنے دنوں کا روزہ ہے یا حج ہے۔(عامہ کتب)

ایلا کی اقسام:

ایلا دو قسم ہے ایک موقت یعنی چار مہینے کا، دوسرا مؤبد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو بہر حال اگر عورت سے چار ماہ کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اگر چہ مجنون ہو اور کفارہ لازم جبکہ اللہ تعالٰی یا اُس کے اُن صفات کی قسم کھائی ہو۔اور جماع سے پہلے کفارہ دے چکا ہے تو اُس کا اعتبار نہیں بلکہ پھر کفارہ دے۔اور اگر تعلیق تھی تو جس بات پر تھی وہ ہو جائے گی مثلاً یہ کہا کہ اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کیا تو غلام آزاد ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن ہو گئی۔

پھر اگر ایلائے موقت تھا یعنی چار ماہ کا تو یمین ساقط ہو گئی یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو اُس کا کچھ اثر نہیں۔

اور اگر مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی اُس میں قید تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا یا اس میں کچھ قید نہ تھی مثلاً خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا تو اِن صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی پھر بھی قسم بدستور باقی ہے یعنی اگر اُس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا بدستور آ گیا۔

اگر وقت نکاح سے چار ماہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دے اور تعلیق تھی تو جزا واقع ہو جائیگی۔اور اگر چار مہینے گزر لیے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی مگر یمین بدستور باقی ہے سہ بارہ نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار ماہ گزرنے

پر تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں یعنی چار مہینے بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کرے گا کفارہ واجب ہوگا۔

اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اُس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہوگا مگر ایلا رہے گا یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی پھر نکاح کیا پھر وہی حکم ہے پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم ہے یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے ایلا بدستور باقی رہے گا۔ (عالمگیری)

چار ماہ سے کم میں ایلا نہیں:

یہ بھی شرط ہے کہ چار مہینے سے کم کی مدت نہ ہو اور زوجہ کنیز ہے تو دو ماہ سے کم کی نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور زوجہ کنیز تھی اس کے شوہر نے ایلا کیا تھا اور مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ آزاد ہوگئی تو اب اس کی مدت آزاد عورتوں کی ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ جگہ معین نہ کرے اگر جگہ معین کی مثلاً واللہ فلاں جگہ تجھ سے قربت نہ کروں گا تو ایلا نہیں ۔

اور یہ بھی شرط ہے کہ زوجہ کے ساتھ کسی باندی یا اجنبیہ کو نہ ملائے مثلاً تجھ سے اور فلاں عورت سے قربت نہ کرونگا اور یہ کہ بعض مدت کا استثنا نہ ہو مثلاً چار مہینے تجھ سے قربت نہ کرونگا مگر ایک دن۔ اور یہ کہ قربت کے ساتھ کسی اور چیز کو نہ ملائے مثلاً اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھے اپنے بچھونے پر بُلاؤں تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ ایلا نہیں۔ (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

ایلا کے الفاظ:

اس کے الفاظ بعض صریح ہیں بعض کنایہ صریح وہ الفاظ ہیں جن سے ذہن معنی جماع
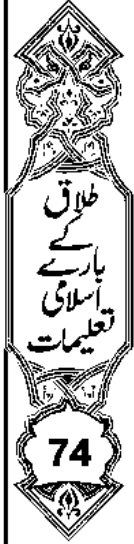
کی طرف سبقت کرتا ہو اس معنی میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہو اس میں نیت درکار نہیں بغیر نیت بھی ایلا ہے اور اگر صریح لفظ میں یہ کہے کہ میں نے معنی جماع کا ارادہ نہ کیا تھا تو قضاءً اُس کا قول معتبر نہیں دیانۃً معتبر ہے۔ کنایہ وہ جس سے معنی جماع متبادر نہ ہوں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو اس میں بغیر نیت ایلا نہیں اور دوسرے معنی مراد ہونا بتاتا ہے تو قضاءً بھی اس کا قول مان لیا جائے گا۔ (ردالمحتار وغیرہ)

صریح کے بعض الفاظ یہ ہیں:

واللہ میں تجھ سے جماع نہ کرونگا، قربت نہ کرونگا، صحبت نہ کروں گا، وطی نہ کرونگا اور اُردو میں بعض اور الفاظ بھی ہیں جو خاص جماع ہی کے لیے بولے جاتے ہیں اُن کے ذکر کی حاجت نہیں ہر شخص اُردو داں جانتا ہے۔

علامہ شامی نے اس لفظ کو کہ میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا صریح کہا ہے اور اصل یہ ہے کہ مدار عرف پر ہے عرفاً جس لفظ سے معنی جماع متبادر ہوں صریح ہے، اگرچہ یہ معنی مجازی ہوں۔

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں:

تیرے بچھونے کے قریب نہ جاؤنگا، تیرے ساتھ نہ لیٹوں گا، تیرے بدن سے میرا بدن نہ ملے گا، تیرے پاس نہ رہوں گا، وغیرہا۔

خلع کے بنیادی مسائل:

مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کیے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔

اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضایقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ)

اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر زیادہ لے لے گا تو قضاء جائز ہے۔ (عالمگیری)

جو چیز مہر ہوسکتی ہے وہ بدل خلع بھی ہوسکتی ہے اور جو چیز مہر نہیں ہوسکتی وہ بھی بدل خلع ہوسکتی ہے مثلاً دس درہم سے کم کو بدل خلع کرسکتے ہیں مگر مہر نہیں کرسکتے۔ (درمختار)

مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کرلیا تو مال واجب ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی۔ (عالمگیری)

حلالہ کا درست طریقہ:

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی اُس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں۔ (عامہ کتب)

تین طلاقوں کے بعد حلالہ ضروری ہے:

شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیدیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو عورت اُس سے پیچھا چھڑائے، مہر معاف کر

کے یا اپنا مال دیکر اُس سے علیحدہ ہو جائے، غرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح وہ نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے مگر ہر وقت اِسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرے اور پوری کوشش اس کی کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے یہ حکم نہیں کہ خودکشی کرلے۔ عورت جب اِن باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہرحال گنہگار ہے۔ (درمختار مع زیادۃ)

حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے والا ملعون ہے:

نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی۔ اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

حکم شرعی پر عمل کی نیت سے حلالہ جائز ہے:

اگر نکاح اس نیت سے کیا جارہا ہے کہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے اور عورت یا شوہر اول کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نکاح کر کے طلاق نہ دے تو دقت ہوگی تو اس کے لیے بہتر حیلہ یہ ہے کہ اُس سے یہ کہلوالیں کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کر کے جماع کروں یا نکاح کر کے ایک رات سے زیادہ رکھوں تو اس پر بائن طلاق ہے اب عورت سے جماع کرتے ہی یا رات گزرنے پر طلاق پڑ جائے گی یا یوں کرے کہ عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے

اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے وہ کہے میں نے قبول کیا اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے۔ اور اگر پہلے زوج کی جانب سے الفاظ کہے گئے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا اِس شرط پر کہ اُسے اُس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

(نوٹ: مذکورہ طریقہ کے مطابق مشروط نکاح کر کے عورت بھی طلاق دینے کا اختیار لے سکتی ہے اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لئے میری کتاب "عورت بھی طلاق دے سکتی ہے" کا مطالعہ فرمائیں۔ خیر خواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی)

بیوی کو محرم عورتوں سے تشبیہ دینے کے مسائل:

ظہار کے یہ معنے ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔

ظہار کی شرائط:

ظہار کے لیے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں۔ یوہیں نابالغ و مجنون یا بوہرے یا مدہوش یا سرسام و برسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)
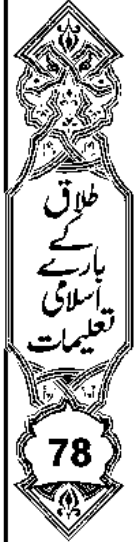
ظہار کا نقصان:

ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کیلئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ، درمختار)

ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادۂ جماع تھا مگر زوجہ مر گئی تو واجب نہ رہا۔ (عالمگیری)

ظہار کا کفارہ:

ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ یہاں تک کہ اگر دودھ پیتے بچہ کو آزاد کیا کفارہ ادا ہو گیا۔ (عامہ کتب)

1۔ غلام آزاد کرنا:

جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفارہ آزاد کرنے ہی سے ہو گا اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اسکے پاس دام نہیں تو کفارہ میں پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مدیون ہے اور دَین ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفارہ ادا نہیں کر سکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہو گا۔ (درمختار)

2.روزے رکھنا:

روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو، نہ عید الفطر، نہ عید اضحیٰ نہ ایام تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایامِ مَنْہِیَہ میں اسے بھی اجازت نہیں۔ (جوہرہ، درمختار)

3.ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا:

روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقۂ فطر اُسے دیدیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دیدیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطورِ اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوہیں اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دو دنوں میں دیے تو جائز ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

لعان کا بیان:

مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حدِ

قذف (تہمتِ زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ، مسلمہ، عفیفہ ہو تو لعان کیا جائیگا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے حضور پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظ ''اس'' سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔

اگر شوہر نے بیوی کو زنا کی تہمت لگا دی:

شوہر نے تہمت لگائی اور اب لعان سے انکار کرتا ہے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا کہے میں نے جھوٹ کہا تھا اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اُس پر حد قذف قائم کریں اور شوہر نے لعان کے الفاظ ادا کر لیے تو ضرور ہے کہ عورت بھی ادا کرے ورنہ قید کی جائیگی یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اور اب لعان نہیں ہوسکتا نہ آئندہ تہمت لگانے سے شوہر پر حد قذف قائم ہوگی مگر عورت پر تصدیق شوہر کی وجہ سے حد زنا بھی قائم نہ ہوگی جبکہ فقط اتنا کہا ہو کہ وہ سچا ہے اور اگر اپنے زنا کا اقرار کیا تو بشرائط اقرار زنا حد زنا قائم ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

لعان کا نقصان:

لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام

ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا و ظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا اُسکا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔ (جوہرہ)

نسب کے منقطع ہونے کی تفصیل:

لعان کے سبب جس لڑکے کا نسب عورت کے شوہر سے منقطع کر دیا گیا ہے بعض باتوں میں اُس کے لیے نسب کے احکام ہیں مثلاً وہ اپنے باپ کے لیے گواہی دے تو مقبول نہیں ، نہ باپ کی گواہی اُس کے لیے مقبول، نہ وہ اپنے باپ کو زکوٰۃ دے سکے، نہ باپ اُس کو، اور اس لڑکے کے بیٹے کا نکاح باپ کی اُس لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہے نہیں ہو سکتا یا عکس ہو جب بھی نہیں ہو سکتا، اور اگر باپ نے اُس کو مار ڈالا تو قصاص نہیں ، اور دوسرا شخص یہ کہے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُس کا نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ لڑکا بھی اپنے کو اُس کا بیٹا کہے بلکہ تمام باتوں میں وہی احکام ہیں جو ثابت النسب کے ہیں۔ صرف دو باتوں میں فرق ہے:

ایک یہ کہ ایک دوسرے کا وارث نہیں دوسرے یہ کہ ایک کا نفقہ دوسرے پر واجب نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

عِنِّین کا بیان:

حدیث: فتح القدیر میں ہے، عبدالرزاق نے روایت کی، کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عنین کو ایک سال کی مدت دی جائے۔ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی، امیر المومنین نے قاضی شریح کے پاس لکھ بھیجا کہ یوم مرافعہ سے ایک سال کی مدت دی جائے۔
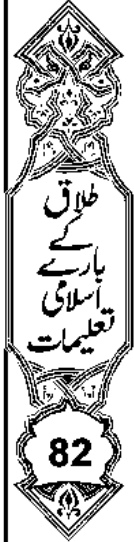
اور عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک سال کی مدت دی جائے۔

اور حسن بصری و شعبی و ابراہیم نخعی و عطا و سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ (مسائل فقہیہ)

عنین یعنی نامرد:

عنین اُس کو کہتے ہیں کہ آلہ موجود ہو اور زوجہ کے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے اور اگر بعض عورت سے جماع کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں یا ثیب کے ساتھ کر سکتا ہے اور بکر کے ساتھ نہیں تو جس سے نہیں کر سکتا اُس کے حق میں عنین ہے اور جس سے کر سکتا ہے اُس کے حق میں نہیں۔ اس کے اسباب مختلف ہیں مرض کی وجہ سے ہے یا خلقۃً ایسا ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا اس پر جادو کر دیا گیا ہے اگر فقط حشفہ داخل کر سکتا ہے تو عنین نہیں اور حشفہ کٹ گیا ہو تو اُس کی مقدار عضو داخل کر سکنے پر عنین نہ ہوگا اور عورت نے شوہر کا عضو کاٹ ڈالا تو مقطوع الذکر کا حکم جاری نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

شوہر عنین ہے اور عورت کا مقام بند ہے یا ہڈی نکل آئی ہے کہ مرد اُس سے جماع نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کے لیے وہ حکم نہیں جو عنین کی زوجہ کو ہے کہ اس میں خود بھی قصور ہے۔ (درمختار)

عدت کی مدت کا بیان

عدت کی تعریف:

نکاح زائل ہونے یا شبہہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔

عدت کس پر واجب ہے:

نکاح زائل ہونے کے بعد اُسوقت عدت ہے کہ شوہر کا انتقال ہوا ہو یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔ زانیہ کے لیے عدت نہیں اگر چہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے مگر جس کے زنا سے حمل ہے اُس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔ نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد ہوئی تو ہے۔(عامہ کتب)

جس عورت کا مقام بند ہے اُس سے خلوت ہوئی تو طلاق کے بعد عدت نہیں۔ (درمختار)

حائضہ کی عدت:

عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ ہو گیا، اگر چہ یوں کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور اِن صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے جبکہ عورت آزاد ہو اور باندی ہو تو دو حیض اور اگر عورت ام ولد ہے اُس کے مولٰی کا انتقال ہو گیا یا اُس نے آزاد کر دیا تو اس کی عدت بھی تین حیض ہے۔(درمختار)

ان صورتوں میں اگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سِن کو نہیں پہنچی یا سن ایاس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حساب سے بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے اور باندی ہے تو ڈیڑھ ماہ۔

تین مہینے یا 90 دن:

اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو ہوا اگر چہ عصر کے وقت تو چاند کے حساب سے تین مہینے ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوے ہونگے (عالمگیری، جوہرہ)
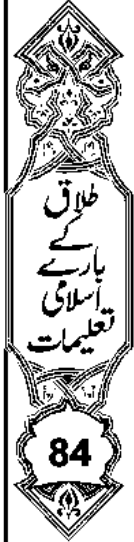
تین پورے حیض:

عورت کو حیض آ چکا ہے مگر اب نہیں آتا اور ابھی سن ایاس کو بھی نہیں پہنچی ہے اس کی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یا سن ایاس کو نہ پہنچے اس کی عدت ختم نہیں ہوسکتی اور اگر حیض آیا ہی نہ تھا اور مہینوں سے عدت گزار رہی تھی کہ اثنائے عدت میں حیض آ گیا تو اب حیض سے عدت گزارے یعنی جب تک تین حیض نہ آلیں عدت پوری نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کے بعد پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہوگی۔ (عامہ کتب)

آئسہ یا نابالغہ کی طلاق:

اور تمھاری عورتوں میں جو حیض سے ناامید ہوگئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اُن کی بھی جنھیں ابھی حیض نہیں آیا ہے اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل جن لیں۔ (سورہ طلاق)

غیر حاملہ کی عدت وفات:

موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ یوہیں اگر شوہر مسلمان تھا اور عورت کتابیہ تو اس کی بھی یہی عدت ہے مگر اس عدت میں شرط یہ ہے کہ عورت کو حمل نہ ہو۔ (جوہرہ وغیرہا)

عورت کنیز ہے تو اُس کی عدت دو مہینے پانچ دن ہے شوہر آزاد ہو یا غلام کہ عدت میں شوہر کے حال کا لحاظ نہیں بلکہ عورت کے اعتبار سے ہے پھر موت پہلی تاریخ کو ہو تو چاند

سے مہینے لیے جائیں ورنہ حرہ کے لیے ایک سوتیس دن اور باندی کے لیے پینسٹھ دن، (درمختار)

حاملہ کی عدت طلاق یا وفات:

عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے عورت حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کتابیہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متارکہ یا وطی بالشبہہ کی حمل ثابت النسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح کیا اور شوہر مرگیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو عدت وضعِ حمل ہے۔

(درمختار، عالمگیری وغیرہما)

وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لیے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگر چہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا اور اعضا بن چکے ہیں عدت پوری ہو گئی ورنہ نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی۔ (جوہرہ)

سوگ کا طریقہ:

سوگ اُس پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو اگر چہ عورت باندی ہو۔ شوہر کے عنّین ہونے یا عضو تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا ہے۔ زن وشو اگر بڑھیا بوڑھے ہوں اور فرقت واقع ہوئی اور اُن کی اولادیں ہوں جن کی مفارقت گوارا نہ ہو تو دونوں ایک مکان میں رہ سکتے ہیں جبکہ زن وشو کی طرح نہ رہتے ہوں۔ (درمختار)

رجعی کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کے ہیں مگر اس کے لیے سوگ نہیں اور سفر میں رجعی طلاق دی تو شوہر ہی کے ساتھ رہے اور کسی طرف مسافت سفر ہے تو اُدھر نہیں جا

سکتی۔(درمختار)

سوگ کا اسلامی طریقہ:

سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔(جوہرہ، درمختار، عالمگیری)

یوہیں پڑیا کا رنگ گلابی۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔

دوران عدت منگنی جائز نہیں ہے:

فاسد یا عتق کی عدت میں ہو اور موت کی عدت ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃ بھی نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے ہیں اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے، ورنہ صراحت ہو جائے گی یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ وصف ہوں اور وہ اوصاف بیان کرے جو اس عورت میں ہیں یا مجھے تجھ جیسی کہاں ملے گی۔(درمختار، عالمگیری)

مجبوری میں گھر نکلنے کی رخصت:

موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت

مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائیگی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لیے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

یوہیں کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لیے بھی جا سکتی ہے۔

ثبوت نسب کا بیان:

حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال لہٰذا جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وہ مدت اتنی ہے کہ اُس میں عدت پوری ہو سکتی ہے اور وقتِ اقرار سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا جب بھی نسب ثابت ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ عورت کا اقرار غلط تھا اور ان دونوں صورتوں میں ولادت سے ثابت ہوا کہ شوہر نے رجعت کر لی ہے جبکہ وقت طلاق سے پورے دو برس یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا اور دو برس سے کم میں پیدا ہوا تو رجعت ثابت نہ ہوئی ممکن ہے کہ طلاق دینے سے پہلے کا حمل ہو اور اگر وقتِ اقرار سے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں۔

یوہیں طلاقِ بائن یا موت کی عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار کیا اور وقتِ اقرار سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے، ورنہ نہیں۔

(درمختار وغیرہ، عامہ کتب)
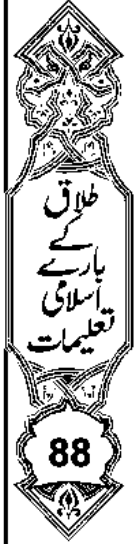
جس عورت کو بائن طلاق دی اور وقتِ طلاق سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور دو برس کے بعد پیدا ہوا تو نہیں مگر جبکہ شوہر اُس بچہ کی نسبت کہے کہ یہ میرا ہے یا ایک بچہ دو برس کے اندر پیدا ہوا دوسرا بعد میں تو دونوں کا نسب ثابت ہو جائیگا (درمختار)

وقت نکاح سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت اور اگر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی شہادت نا کافی ہے۔ یوہیں اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے اور نسب ثابت ہونے کے لیے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ (جوہرہ)

اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینے کے اندر دوسرا چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ (عالمگیری)

بچہ کی پرورش ماں کا حق ہے:

بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو ہاں اگر وہ مرتدہ ہو گئی تو پرورش نہیں کر سکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہا نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اُسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اُس کی پرورش میں اُس وقت تک رہے گا کہ ناسمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کرلیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کرے گا جو اُس کی ہے۔

یوہیں ماں کی پرورش میں اُسوقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلی جاتی ہو اگرچہ اُسکا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو مثلاً وہ عورت مُردے نہلاتی ہے یا جنائی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اُسے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے یا وہ عورت کنیز یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جس سے قبل عقد کتابت بچہ پیدا ہوا جبکہ وہ بچہ آزاد ہو اور اگر آزاد نہ ہو تو حقِ پرورش مولیٰ کے لیے ہے کہ اُس کی ملک ہے مگر اپنی ماں سے جُدا نہ کیا جائے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

ماں نہ ہو تو پرورش کس کا زیادہ حق ہے:

ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پر دادی بشرائط مذکورۂ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیافی پھر سوتیلی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیافی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اور ان سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیافی پھر سوتیلی۔

اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچا زاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشتہاۃ ہو اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)
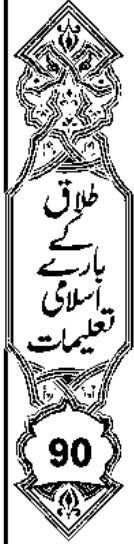
پرورش کی مدت:

جس عورت کے لیے حقِ پرورش ہے اُس کے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کر لیتا ہو تو اُس کے پاس سے علیحدہ کر لیا جائے ورنہ نہیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اُس کے حوالے کیا جائے اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کر دیا گیا جب بھی اُسی کی پرورش میں رہے گی جس کی پرورش میں ہے نکاح کر دینے سے حقِ پرورش باطل نہ ہو گا، جب تک مرد کے قابل نہ ہو۔ (خانیہ، بحر وغیرہما)

سات برس کی عمر سے بلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب بالغ ہو گیا اور سمجھ وال ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر اِن باتوں کا اندیشہ ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا خود مختار نہ ہو گا مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر اخراجات کا متکفل ہو تو تبرع و احسان ہے۔ (عالمگیری، درمختار)

یہ حکم فقہی ہے مگر نظر بحالِ زمانہ خود مختار نہ رکھا جائے، جب تک چال چلن اچھی طرح درست نہ ہو لیں اور پورا وثوق نہ ہو لے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ و عار نہ ہو گا کہ آج کل اکثر صحبتیں مخرب اخلاق ہوتی ہیں اور نو عمری میں فساد بہت جلد سرایت کرتا ہے۔

لڑکی نو برس کے بعد سے جب تک کو آری ہے باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی مگر جبکہ عمر رسیدہ ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور

لڑکی ثیب ہے مثلاً بیوہ ہے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے، ورنہ باپ دادا وغیرہ کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لیے حقِ پرورش نہیں یہی حکم اب بھی ہے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے اور محرم نہ ہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اُس کی عفت کی حفاظت کر سکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

نفقہ واجب ہونے کے اسباب:

نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں:

(1) زوجیت (2) نسب۔ (3) ملک۔ (جوہرہ، درمختار)

زوجیت کا سبب نفقہ:

جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السن ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے شوہر عنین ہے یا اُسکا عضو تناسل کٹا ہوا ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے۔

(عالمگیری، درمختار)

جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں، عورت کو حمل ہو یا نہیں۔ (خانیہ)
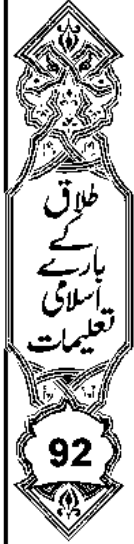
جو عورت بے اجازتِ شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اُسے طلاق دیدی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی ہاں اگر بعدِ طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی۔ (عالمگیری)

حسبِ حیثیت نفقہ دیں:

اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔ (درمختار وغیرہ)

نفقہ کا تعین روپوں سے نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیشہ اُتنے ہی روپے دیے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے ارزانی و گرانی دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہو سکتے بلکہ گرانی میں اُس کے لحاظ سے تعداد بڑھائی جائے گی اور ارزانی میں کم کی جائے گی۔ (عالمگیری)

کھانا پکانے کا سامان شوہر کے ذمہ ہے:

کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے، مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چمٹا، رکابی، پیالہ، چمچہ وغیرہا جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسبِ حیثیت اعلٰی، ادنٰی متوسط۔ یوہیں حسبِ حیثیت اثاث البیت دینا واجب، مثلاً چٹائی، دری، قالین، چارپائی، لحاف، توشک، تکیہ، چادر وغیرہا۔ یوہیں کنگھا، تیل، سر دھونے کے لیے کھلی وغیرہ اور صابن یا بیسن میل دور کرنے کے لیے اور سُرمہ، مِسی، مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں، اگر لائے تو عورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بُو

کو دفع کر سکے۔(جوہرہ وغیرہا)

غسل و وضو کا پانی شوہر کے ذمہ ہے عورت غنی ہو یا فقیر۔(عالمگیری)

عورت اگر چائے یا حقہ پیتی ہے تو ان کے مصارف شوہر پر واجب نہیں اگرچہ نہ پینے سے اُس کو ضرر پہنچے گا۔(ردالمحتار)

یوہیں پان، چھالیا، تمبا کو شوہر پر واجب نہیں۔

عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اُس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور بند کر سکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اُس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہا یہ امر کہ پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ بھی علیحدہ ہونا چاہیے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے، اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔
(عالمگیری، ردالمحتار)

نسب کے سبب نفقہ

اولاد کا نفقہ:

نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد فقیر ہو یعنی خود اس کی مِلک میں مال نہ ہو اور آزاد ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپاہج یا مجنون یا نابینا ہو کمانے سے عاجز ہو اور اُس کے پاس مال نہ ہو تو اُس کا نفقہ بھی باپ پر ہے اور لڑکی جبکہ مال نہ رکھتی ہو تو اُس کا نفقہ بہر حال باپ پر ہے اگرچہ اُس کے اعضا سلامت ہوں۔ اور اگر نابالغ کی مِلک میں مال ہے مگر یہاں مال موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائے گا۔ کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ

کیا ہے اُس میں سے لے لے اور اگر بطورِ خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اُس میں سے لے لے تو لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئے گا میں لے لوں گا اور گواہ نہ کیے تو دیانۃً لے سکتا ہے قضاءً نہیں۔ (جوہرہ)

ماں پر نفقہ واجب نہیں:

نابالغ کا باپ تنگ دست ہے اور ماں مالدار جب بھی نفقہ باپ ہی پر ہے مگر ماں کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور جب شوہر کے پاس ہو تو وصول کر لے۔ (جوہرہ)

دادا پر نفقہ:

اگر باپ مفلس ہے تو کمائے اور بچوں کو کھلائے اور کمانے سے بھی عاجز ہے مثلاً اپاہج ہے تو دادا کے ذمہ نفقہ ہے کہ خود باپ کا نفقہ بھی اس صورت میں اُسی کے ذمہ ہے۔ (ردالمحتار)

محارم کا نفقہ:

باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی اگر تنگدست ہوں تو ان کا نفقہ واجب ہے، اگرچہ کمانے پر قادر ہوں جبکہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اس پر واجب نہیں، البتہ اگر باپ اپاہج یا مفلوج ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو،

اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے، اگرچہ اپاہج نہ ہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو۔ یعنی جبکہ بیوہ ہو اور اگر نکاح کر لیا ہے تو اس کا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر اس کے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ اور ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے اور باپ محتاج نہ ہو تو باپ پر ہے اور

باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں بلکہ اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کر سکتی ہے۔ (جوہرہ، درمختار، ردالمحتار)

باپ کا نفقہ بیٹے اور بیٹی دونوں پر:

باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے، یوہیں بیٹی پر بھی ہے، اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو دونوں پر برابر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالکِ نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو باپ کا نفقہ دونوں پر برابر برابر ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

جو رشتہ دار محارم ہوں اُن کا بھی نفقہ واجب ہے جبکہ محتاج ہوں اور نابالغ یا عورت ہو۔ اور رشتہ دار بالغ مرد ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کمانے سے عاجز ہو مثلاً دیوانہ ہے یا اُس پر فالج گرا ہے یا اپاہج ہے یا اندھا۔ اور اگر عاجز نہ ہو تو واجب نہیں اگرچہ محتاج ہو اور عورت میں بالغہ نابالغہ کی قید نہیں اور ان کے نفقات بقدرِ میراث واجب ہیں یعنی اُس کے ترکہ سے جتنی مقدار کا وارث ہوگا اُسی کے موافق اِس پر نفقہ واجب........ (ملخصاً)

ملک کے سبب نفقہ:

لونڈی غلام کا نفقہ اُن کے آقا پر ہے وہ مدبر ہوں یا خالص غلام چھوٹے ہوں یا بڑے اپاہج ہوں یا تندرست اندھے ہوں یا انکھیارے اور اگر آقا نفقہ دینے سے انکار کرے تو مزدوری وغیرہ کر کے اپنے نفقہ میں صرف کریں اور کمی پڑے تو مولیٰ سے لیں بچ رہے تو مولیٰ کو دیں اور کما بھی نہ سکتے ہوں تو غیر مدبر وام ولد میں مولیٰ کو حکم دیا جائیگا کہ اُن کو نفقہ دے یا بیچ ڈالے اور مدبر وام ولد میں نفقہ پر مجبور کیا جائیگا اور اگر لونڈی خوبصورت ہے کہ مزدوری کو جائے گی تو اندیشہ فتنہ ہے تو مولیٰ کو حکم دیا جائے گا کہ نفقہ دے یا بیچ ڈالے۔ (عالمگیری)
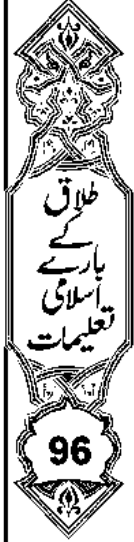
عورت کے طلاق دینے کے سلسلے میں ایک بے حد مفید اور کارآمد تحریر
نکاح کرنے کا منفرد طریقہ جس کے ذریعے

عورت بھی طلاق دے سکتی ہے

(پاکستانی نکاح نامہ کالم نمبر 18 کی خرابیاں)

مصنف

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی

بانی و سرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام
برنلے ۔ لنکاشائر ۔ یوکے

Maktaba-tul-Barailviyyah
Barailvi House 84-86 grey street
Burnley BB10 1BZ
Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com
Contact Number , Mobile and Whatsapp
00447853292843

کتاب کا نام: عورت بھی طلاق دے سکتی ہے

مصنف: خیرخواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی

تصدیق ونظر ثانی: علامہ محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مدرس ومفتی جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ)

فیصل آباد۔ پاکستان (1989 تا 2001)

صفحات: 48

سن اشاعت: اکتوبر 2019

قیمت:

مکتبۃ البریلویہ

بریلوی ہاؤس 84-86 گرے سٹریٹ برلے BB10 1BZ لنکاشائر۔ یوکے

مکتبہ اہل السنہ پبلیکیشنز

شاندار بیکری والی گلی، منگلا روڈ دینہ۔ پاکستان

سنی پبلیکیشنز

Mobile : 0091 9867934085

2818/6 کوچہ چیلاں گلی گڑھیہ نزد ٹیکر والی مسجد دریا گنج، نیو دہلی 110002۔ انڈیا

فہرست

عورت بھی طلاق دے سکتی ہے
100

تقریظ جمیل

استاذ العلما مشفق و مہربان استاذ محترم حضرت علامہ مولانا مفتی ریاض احمد سعیدی مدظلہ العالی
سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ محلہ مصطفیٰ آباد فیصل آباد۔ پاکستان

مولانا محمد شاہد بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ ایک باصلاحیت نوجوان عالم دین اور احوال زمانہ سے واقف ہیں۔ آپ بہترین ذوق اور وافر جذبہ خیر خواہی رکھتے ہیں۔ اسی مخلصانہ جذبہ کے تحت اپنی پر درد علمی کاوشیں منظر عام پر لا رہے ہیں۔ آپ نے روایتی موضوعات سے ہٹ کر ایک اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ اِن علمی مسائل کی اِشاعت اس پرفتن دَور کی اہم ضرورت ہے۔ آپ کی دینی مساعی لائق تحسین ہے۔

اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے یہ مفید کتب مفت فراہم کرنے کے پیچھے بھی یہی سوچ اور جذبہ خیر خواہی کارفرما ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی پہلی تصنیف ''طلاق دینے کا طریقہ،، کی طرح یہ کاوش ''عورت بھی طلاق دے سکتی ہے،، بھی قارئین کے لیے انتہائی مفید اور آپ کے لیے توشہ آخرت ثابت ہوگی۔ پہلی تصنیف میں علما سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ لوگوں نے اس کام کو خوب سراہا ہے۔

یقیناً آپ کی کتب و رسائل عوام المسلمین کے لیے مشعل راہِ ہدایت بنیں گے کیونکہ ان کتب میں علمی پیچیدگیوں میں اُلجھانے کی بجائے آسان انداز اور مناسب لفظوں میں
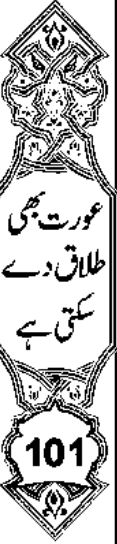
مسائل بیان کیے گئے ہیں۔آپ کے رسائل مختصر اور سہل ہیں۔حوالہ جات بھی ذکر کرتے ہیں اس التزام سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

تاج ملت شہزادہ اعلیٰ حضرت نواسہ وخلیفہ حضور مفتی اعظم ہند برادر تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد منان رضا خان منانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بھی، مولانا شاہد صاحب کو تمغہ خلافت سے بہرہ مند فرما چکے ہیں جو کہ ایک اعزاز کی بات ہے۔

آپ مسائل پر گفتگو اور صلاح مشورہ کے لیے میرے پاس تشریف لاتے رہتے ہیں۔مزید علمی کاموں میں مصروف ہیں۔آپ واٹس اپ گروپس اور فیس بک کے ذریعے شرعی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں۔

شروحات اور فتاوی کا اچھا خاصا ذخیرہ آپ کے پیش نظر رہتا ہے۔اُردو کے ساتھ ساتھ انگلش پر بھی بھر پور دسترس ہے۔سائل کی زبان میں تشفی بخش جواب پر قدرت اور عبور حاصل ہے۔مزید سیکھنے کا عمل بھی جاری ہے اور آپ اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ آپ کا علمی اور اہم کام دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا شاہد صاحب زید مجدہ کے علم وفضل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی کتابوں سے عوام وخواص کو مستفید فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ کی یہ خدمت بھی قبول فرمائے اور آپ کو دین و دنیا کی کامیابیاں اور بھلائیاں عطا فرماتے ہوئے آپ کی عمر وصحت اور علمی مساعی میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم

محمد ریاض احمد سعیدی (یوکے)
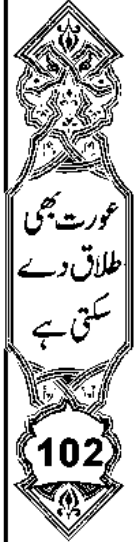
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

گزشتہ دنوں اسلام آباد کی ایک یونیورسٹی میں طالبات نے خواتین کے حقوق کے نام پر احتجاج کرتے ہوئے بہت ہی نازیبا اور گھٹیا انداز میں احتجاج کیا جس میں بے پردہ نوجوان لڑکیوں نے مغربی لباس پہن کر مشرقی اقدار و روایات کا مذاق اڑایا، نیز بعض اسلامی تعلیمات کے بھی خلاف شرمناک مظاہرہ کیا۔ ان پلے کارڈز کو پڑھتے پڑھتے میری نظر ایک تحریر پر پڑی جس کی عبارت کا خلاصہ یہ تھا کہ

''طلاق صرف شوہر ہی کیوں دیتا ہے عورت کو بھی یہ حق ملنا چاہیے تاکہ اُس کے پاس یہ اختیار ہو کہ جب شوہر تنگ کرے یا اُس کے حقوق ادا نہ کرے تو طلاق دے کر اس قید سے آزاد ہو جائے۔''

اس پلے کارڈ کو پڑھتے ہی میری سوچ یکسر بدل گئی، تھوڑی دیر پہلے تو میں ان کو بے حیا بے شرم کہہ رہا تھا مگر اچانک میرے دل میں ان کے لیے ہمدردی پیدا ہو گئی اور ذہن میں یہ شعر آ گیا۔

غم اپنا گر ہم کو سنانا نہیں آتا

تم کو بھی تو اندازہ لگانا نہیں آتا

آج یہ تحریر لکھتے ہوئے میری آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ رہی ہیں گویا تمام مجبور و بے بس عورتیں میری طرف منہ چڑا کر دیکھ رہی ہیں اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ارے تم کو بھی تو اندازہ لگانا نہیں آتا۔

مفتیان کرام اور عوام اہلسنت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ تفویض طلاق کی صورت میں شریعت اسلامیہ نے عورت کو طلاق دینے کا حق دلایا ہے اور یہ بلا کراہت جائز بھی ہے اسی لیے ہمارے فقہاءِ اَحناف نے حلالہ مشروط میں پائی جانے والی کراہت سے بچنے کے لیے عورت کو اس شرط پر نکاح کرنے کی اجازت دی ہے کہ وہ طلاق کا اختیار اپنے پاس رکھے۔

بہار شریعت، حصہ 8 میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ

''نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقدِ نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے مگر عورت اِس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے گی اور شرط باطل ہے۔ اور شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں۔ اور اگر عقد میں شرط نہ ہوا گرچہ نیت میں ہو تو کراہت اصلاً نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے''۔

(درمختار وغیرہ)

اگر نکاح اس نیت سے کیا جا رہا ہے کہ شوہر اول کے لیے حلال ہو جائے اور عورت یا شوہر اول کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نکاح کر کے طلاق نہ دے تو دقّت ہوگی تو اس کے لیے بہتر حیلہ یہ ہے کہ اُس سے یہ کہلوالیں کہ اگر میں اس عورت سے نکاح کر کے جماع کروں یا نکاح کر کے ایک رات سے زیادہ رکھوں تو اس پر بائن طلاق ہے۔ اب عورت سے جماع

کرتے ہی یا رات گزرنے پر طلاق پڑ جائے گی۔ یا یوں کرے کہ عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے، وہ کہے: ''میں نے قبول کیا،، اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے۔ اور اگر پہلے زوج کی جانب سے الفاظ کہے گئے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا اِس شرط پر کہ اُسے اُس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار)

معلوم ہوا یہ طریقہ بلا کراہت جائز ہے اور عورت اگر اس شرط پر نکاح کرے تو بالکل درست ہے۔ بہت سارے نئے مسائل کا حل پرانے فقہی جزئیات کی روشنی میں نکالنا ہمارے فقہائے کرام کا طرہ امتیاز رہا ہے اور یہ اسلام کی عالمگیریت اور تا قیامت قابل عمل دین ہونے کی بہترین مثال ہے۔

مغربی ممالک اور اسلامی اقدار:

آج دنیا کے کثیر ممالک نے عورت کو بھی طلاق دینے کا حق دلایا ہے جس کی وجہ سے بہت ساری خواتین شوہر کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں سے کافی حد تک بچ گئی ہیں کیوں نہ ہم بھی اپنی ان مسلمان بہنوں کو یہ حق دیں جو صرف اس وجہ سے نکاح نہیں کرتیں کہ شوہر کی غلامی کرنی پڑے گی نیز اُن کے دل سے اس خیال کو بھی نکال دیں کہ یورپ عورتوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتا ہے کہیں ایسا نہ ہو ہماری مغربیت زدہ نسل ہمارے ہاتھ سے ہی نکل جائے اور اس کے ذمہ دار ہم بنیں جو سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اپنی عورتوں کو یہ حق نہیں دِلوا رہے۔

پہلے دور میں عورت کو طلاق کا حق دینے کی ضرورت نہیں پڑی کیوں کہ مسلمان خوف خدا والے تھے، عورت کے حقوق ادا کرتے تھے۔ ان کے پیش نظر رسول پاک صاحب

لولاک ﷺ کی مبارک سیرت اُسوہ حسنہ تھی، اَزواج مطہرات کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا مثالی حسن سلوک اُن کے پیش نظر تھا، وہ عورت کو مجبور نہیں کرتے تھے اگر عورت چاہتی تو ویسے ہی طلاق لے کر یا خلع کے ذریعے بآسانی طلاق لے کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی تھی مگر فی زمانہ بہت سارے مشرقی مرد عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک نوکرانی جیسا سلوک کرنے کو مردانگی کہتے ہیں، اس کے برعکس مغرب میں مرد عورت کو برابر کا درجہ دیتا ہے بلکہ اپنی بیوی کی خدمت کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا۔

فی زمانہ عورتوں پر ظلم وستم:

فی زمانہ عورتوں پر ظلم وستم کے واقعات بہت بڑھ گئے ہیں، عورت تنگ آ کر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر صاحب فرعونیت پر اُتر آتے ہیں اور مفت طلاق دینا تو دور کی بات مال کے بدلے طلاق دے کر خلع کرنا بھی گوارا نہیں کرتے، ہر طرح کوشش کرنے کے بعد عورت مجبور ہو کر غیر شرعی عدالت یعنی کورٹ کے ذریعے فسخ نکاح کرواتی ہے اور اپنے زعم میں شوہر سے جان چھڑاتی ہے مگر مفتیان کرام فتوی دیتے ہیں کہ کورٹ نے خلع اور فسخ نکاح کے شرعی تقاضے پورے نہیں کیے لہذا ابھی آپ قید نکاح سے آزاد نہیں ہوئیں، خوف خدا والی بہنیں تو رو دھو کر بغیر دوسرے نکاح کے گھٹ گھٹ کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں جبکہ بے باک عورتیں شرعی فتوی لینے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتیں، ان کے خیال میں مولوی اس ذات کا نام ہے جسے معاشرے کے کسی فرد کی کسی ضرورت کا کوئی احساس نہیں۔

نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے کہ علماء کرام عوام کی ضروریات سے باخبر نہیں ہیں یا انہیں اُن کی ضروریات کا احساس نہیں ہے بلکہ ہر دور میں عوام کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ہمارے علماء کرام ذوی الاحترام بعض احکام میں تبدیلی کرتے آئے ہیں اور یہ تبدیلیاں بھی قرآن وحدیث میں بیان کردہ اُصول وضوابط کی روشنی میں ہوتی ہیں۔ ہمیں شتر بے مہار بننے
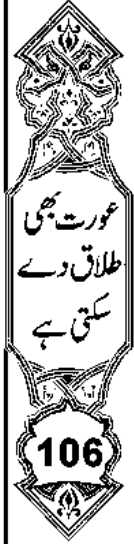
کی ہرگز اجازت نہیں دی گئی۔اسی طرح اپنی جائز خواہشوں کا گلا گھونٹ کر گھٹ گھٹ کر جینے یا خودکشی کرنے پر بھی مجبور نہیں کیا گیا بلکہ ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

ہمارے علمائے کرام نے اس دور میں مخصوص شرائط کے ساتھ عوام کی ضرورت کے پیش نظر فقہ حنفی کی بجائے امام مالک علیہ الرحمہ کے قول پر فتوی دے کر عوام کے لیے آسانی پیدا کردی، چنانچہ اہلسنت کی عظیم علمی درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور انڈیا میں بہت بڑا سیمینار ہوا جس میں کثیر علماء کرام کی مشاورت سے یہ طے پایا اگر کسی عورت کا شوہر لاپتہ ہوجائے تو وہ اپنے شہر کے بڑے مفتی صاحب کے پاس مقدمہ درج کرائے۔مفتی صاحب اسے چار سال کا وقت دیں اور خودبھی معاملے کی تحقیقات کروائیں۔اگر واقعی شوہر کی کوئی خبر نہیں ملتی تو چار سال بعد عورت کو شوہر کی وفات کی عدت چار ماہ دس دن پوری کرنے کا حکم جاری فرمائیں۔عورت عدت کی مدت پوری کر کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔

اسی طرح فقہاء احناف تعسر نفقہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح نہیں فرماتے تھے۔مگر فی زمانہ حالات کے پیش نظر ہمارے علماء کرام نے فقہ شافعی کے مطابق تعسر نفقہ کی وجہ سے مخصوص شرائط کے ساتھ فسخ نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین مصباحی مدظلہ العالی کی کتاب ''فقہ حنفی میں حالاتِ زمانہ کی رعایت،، ضرور پڑھیں۔یہ کتاب مجلس شرعی کے فیصلے جلد اول صفحہ نمبر 459 تا 523 پر بھی موجود ہے۔

ایک وہ پاکیزہ دور رسالت تھا جب شرم وحیا اس قدر تھی کہ بوقت نکاح عورت کی خاموشی کو اجازت تصور کیا جاتا تھا، جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ

صحیح البخاری، کتاب: نکاح کا بیان، باب: کسی شخص یا والد کے لیے بالغہ یا کسی بیوہ

عورت کا بغیر اس کی مرضی حاصل کیے نکاح نہ کر سکنے کا بیان، حدیث نمبر:5136

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ.

(صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب: لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهُمَا، رقم الحديث 5136)

ترجمہ: ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، ان سے یحییٰ بن ابی بشیر نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ (یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی)۔

اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ عورت سرعام بازاروں میں پلے کارڈ اٹھا کر تفویض طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور نہ ہونے کی صورت میں نکاح کرنے کے لیے ہی تیار نہیں ہے۔ یہ علماء کرام کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

اس ساری تمہید کے بعد میں قرآن وحدیث سے بطور نمونہ چند ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں جو ہمارے علماء کرام صدیوں سے پڑھتے اور پڑھاتے چلے آئے ہیں جسے فقہ کی اصطلاح میں تفویض طلاق کہا جاتا ہے جس کے ذریعے عورت بھی طلاق دے سکتی ہے۔
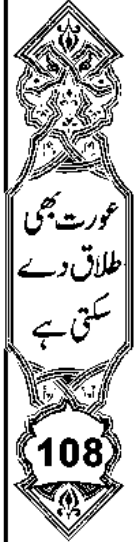
آیئے قرآن وحدیث نیز فقہ حنفی کی روشنی میں اس حوالے سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوگا کہ عورت کو طلاق کا حق دینا عین اسلامی کام ہے، اسلام نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ عملی طور پر اس کا نفاذ بھی ہوا ہے۔

عورت کو طلاق کا اختیار دینے کی سب سے بڑی مثال ہمیں نبی رحمت شفیع امت تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی سیرت طیبہ سے ملتی ہے جس کا بیان صرف سیرت کی کتب میں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں بھی موجود ہے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورہ احزاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الاحزاب ۳۳:۲۹-۲۸)

اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دو۔

شانِ نزول: سرکارِ دو عالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ کی ازواجِ مُطہرات نے آپ سے دُنیوی سامان طلب کیے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، جبکہ یہاں تو دنیا سے بے رغبتی اپنے کمال پر تھی اور دنیا کا سامان اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لئے ان کا یہ مطالبہ حضورِ اقدس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ کے قلبِ اطہر پر

گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا۔ اس وقت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کی 9 ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ تھیں۔ ان میں سے 5 کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور وہ یہ ہیں:

(1) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

(2) حضرت حفصہ بنتِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

(3) حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

(4) حضرت اُمِّ سلمٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ اُمیہ۔

(5) حضرت سودہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ زَمْعَہ۔

اور 4 اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا تعلق قبیلہ قریش کے علاوہ دیگر قبائل سے تھا، اور وہ یہ ہیں:

(1) حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ جحش اسدیہ۔

(2) حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حارث ہلالیہ۔

(3) حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حُیَیّ بن اخطب خیبریہ۔

(4) حضرت جویریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حارث مصطلقیہ۔

سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی: حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے معاملہ میں مشورہ کیسا، میں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے بھی یہی جواب دیا۔ (خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۸، ۲۹، ۳/۴۹۷، ملخصاً)
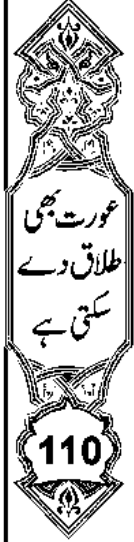
فقہی مسئلہ:

جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو اَحناف کے نزدیک ایک بائنہ طلاق واقع ہوتی ہے۔

نوٹ: طلاق سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ:

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو۔

معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے، جسے حضورِ اقدس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی اور جو حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ کی نیکیوں کا اجر و ثواب دوسروں سے زیادہ ہے۔ (صراط الجنان فی تفسیر القرآن، جلد ۷، ص ۶۰۱ـ۶۰۰)

محترم قارئین:

ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و بارک وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ امت کے لئے اُسوہ حسنہ ہے اس میں امت کے لیے سیکھنے اور سمجھنے کی بہت ساری باتیں ہیں جن میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب شوہر یہ محسوس کرے کہ اس کی بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اس کو ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور نہ کرے بلکہ اس کو اچھے طریقے سے رخصت کردے، خود طلاق دینے کی بھی اجازت ہے مگر کل کو کوئی
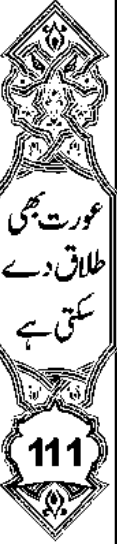
کہہ سکتا ہے کہ شوہر نے علیحدگی اختیار کی ہے اس طعنے سے بچنے کے لیے قرآن پاک نے کس قدر پیارا درس دیا ہے کہ طلاق کا حق ہی عورت کے سپرد کر دیا جائے تا کہ وہ اپنی زندگی کا فیصلہ خود کرے اگر کل کو اس فیصلے پر ندامت بھی ہو تو شوہر کو ملامت کرنے کی بجائے خود کو ملامت کرے۔

علمائے کرام توجہ فرمائیں:

اہل علم حضرات کے لیے انتہائی قابل غور بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے طلاق کا مطالبہ نہیں کیا تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق کا اختیار عطا فرمایا اگر وہ چاہیں تو طلاق کو اختیار کر کے اپنی مرضی سے جدا ہو سکتی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شرعی وجہ پائی جائے اور عورت طلاق کا حق مانگے تو بدرجہ اَولیٰ اسے اختیار دینا جائز ہو گا اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

اس میں عورتوں کے لئے بھی تعلیم ہے کہ اسلام انہیں کس قدر آزادی دیتا ہے انہیں اپنی جائز خواہشوں کا گلا گھونٹ کر سسک سسک اور بلک بلک کر زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ جس طرح شادی سے پہلے انہیں اختیار دیتا ہے وہ جس کو پسند کریں اسی سے نکاح کریں اسی طرح شادی کے بعد بھی انہیں شوہر سے طلاق لے کر علیحدہ ہونے کا اختیار دیتا ہے اس ضمن میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں تا کہ میری بات سمجھنا مزید آسان ہو جائے۔

ناراضی کی صورت میں بیٹی کا نکاح ناجائز اور مردود ہے:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ مُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ
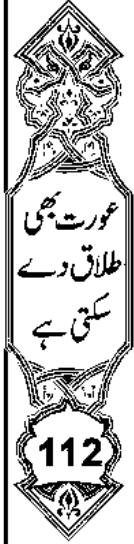
خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ .

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب اذا زوج ابنتہ وہی کارہۃ فنکاحہ مردود، حدیث نمبر 5138)

ہم سے اسماعیل بن ابو اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمٰن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن حارثہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خذام انصاریہ نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔

عورت جتنا چاہے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے:

﴿وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا﴾:

اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو۔

چونکہ عورتوں کے حقوق کا بیان چل رہا ہے۔ یہاں مزید ان کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ بیوی کو چھوڑنے کا ہو تو مہر کی صورت میں جو مال تم اسے دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ اہلِ عرب میں یہ بھی طریقہ تھا کہ اپنی بیوی کے علاوہ کوئی دوسری عورت انہیں پسند آجاتی تو اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگاتے تاکہ وہ اس سے پریشان ہو کر جو کچھ لے چکی ہے واپس کر دے اور طلاق حاصل کر لے۔

(بیضاوی، النساء، تحت الآیۃ: ۲۰، ۲/ ۱۶۳)

اسی کو فرمایا کہ کیا تم بہتان اور گناہ کے ذریعے ان سے مال لینا چاہتے ہو، یہ حرام ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 229 کی تفسیر میں وضاحت سے ہم خُلع اور دیگر صورتوں میں مال لینے اور نہ لینے کی صورتیں بیان کر چکے ہیں، اس کا مطالعہ بھی یہاں کر لینا چاہیے۔
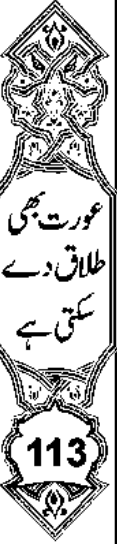
زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے:

اس آیت میں ڈھیروں مال دینے کا تذکرہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے اگر چہ بہتر کم مہر ہے یا اتنا مہر کہ جس کی ادائیگی آسان ہو۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ برسرِ منبر فرمایا: عورت کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ ایک عورت نے یہی آیت پڑھ کر کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمر! تم سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے، (اے لوگو!) تم جو چاہو مہر مقرر کرو۔ (مدارک، النساء، تحت الآیۃ: ۲۰، ص ۲۱۹)

سُبْحَانَ اللہ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شانِ انصاف اور طہارتِ نفس کس قدر اعلیٰ تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۱۶۹۔۱۶۸)

اسلام نے عورت کو خلع کا اختیار دیا ہے:

بخاری شریف میں ہے:

حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ :حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ. ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً.

(صحیح البخاری. کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیه، حدیث ۵۲۷۳)
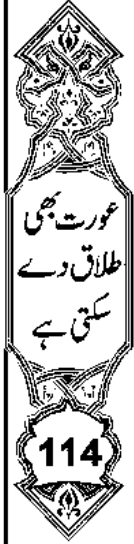
ترجمہ: ہم سے ازہر بن جمیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔ (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کر سکتی) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

آزاد ہونے والی باندی کو اختیار ملتا ہے:

صحیح البخاری، کتاب: طلاق کا بیان، باب: بریرہ کے شوہر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفارش کرنا، حدیث نمبر: 5283

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ: مُغِيثٌ. كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَ دُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: يَا عَبَّاسُ، أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ رَاجَعْتِهِ؟ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَأْمُرُنِي؟ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ. قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ.

(صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة، رقم الحدیث ۵۲۸۳)

ترجمہ: ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے

بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے کہ بریرہ (رضی اللہ عنہا) کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام مغیث تھا۔ گویا میں اس وقت اس کو دیکھ رہا ہوں جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عباس! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی؟

آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ کاش! تم اس کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے مغیث کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان مرد و عورت کو حقوق دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کا پابند بھی بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جائز خواہشوں کا احساس کریں اور حتی المقدور ایک دوسرے کو خواہ مخواہ مجبور نہ کریں۔

قرآن پاک کی سورہ بقرہ آیت نمبر 228 کے آخر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

...وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ (البقرہ ۲:228)

...اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

تفسیر صراط الجنان:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ:
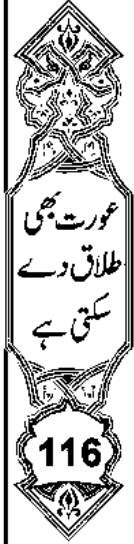
اور عورتوں کے لیے بھی شریعت کے مطابق مردوں پر ایسے ہی حق ہے جیسا عورتوں پر ہے۔

یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق پورے کرنا لازم ہے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ: اور مردوں کو اُن پر فضیلت حاصل ہے۔

مرد و عورت دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں لیکن مرد کو بہر حال عورت پر فضیلت حاصل ہے اور اس کے حقوق عورت سے زیادہ ہیں۔

(صراط الجنان فی تفسیر القرآن ملخصاً، جلد ۱، ص ۳۴۷ تا ۳۴۹)

بوقت نکاح عورت کو طلاق کا اختیار دینا یا لینا جائز ہے:

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ادائے حج ہندہ پر مدت سے فرض تھا اب جانے کا قصد کیا تو محارم اس کے بجہت موانع نہیں جاسکتے، ایک محرم کو کہ ارتکاب مناہی سے بیباک ہے اور انصرام سفر کے کاموں کا اس سے متوقع نہیں، لے جانا ممکن ہے اور ایک عورت متقیہ اور ایک بھتیجا شوہر ہندہ کا کہ بچپن سے اس کے سامنے ہوتی دیندار و ہوشیار ہے جاتے ہیں ان کے ساتھ نہ جائے گی تو پھر جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، فرض رہ جائے گا، اس صورت میں ہندہ کو جانا چاہیے یا نہیں؟ اور جائے تو کس کے ساتھ جائے؟ **بینوا توجروا**۔

الجواب: عورت کو بغیر محرم کے حج خواہ کسی اور کام کے واسطے سفر کرنا ناجائز ہے اور بھتیجا شوہر کا محرم نہیں، اور محرم فاسق بیکار ہے اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور معیت زنِ متقیہ کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کافی نہیں لیکن اگر بغیر محرم کے چلی گئی اور حج کر لیا تو فرض

ساقط اور حج مع الکراہۃ ادا، اس فعل ناجائز کی معصیت جدا، پس جب ہندہ پر بسبب اجتماع شرائط کے حج فرض ہو گیا تھا اور اب معیت محرم کی نہیں ملتی تو چارہ کار یہی ہے کہ نکاح کرے،

اگر یہ خوف ہو کہ شاید اس نے نکاح کر لیا اور پھر نہ گیا تو یہ پھنس گئی اور حج بھی نہ ہوا،

یا اندیشہ ہو کہ شوہر موافق مزاج نہ نکلے چاہیے تو تھا چندروز کے لیے اور پابند ہو گئی عمر بھر کی،

یا سرے سے اسے پابند شوہر رہنا منظور ہی نہ ہو، صرف اس ضرورت کی رفع تک کہ نکاح چاہیے،

تو اقول (میں کہتا ہوں۔ت) اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ اگر تو اس سال میرے ساتھ حج کو نہ جائے تو مجھ پر ایک طلاق بائن ہو اور جب بعد حج میں واپس آؤں اور اپنے مکان میں قدم رکھوں تو فوراً مجھ پر طلاق بائن ہو، یوں اگر وہ نہ گیا تو طلاق ہو جائے گی اور اگر گیا تو واپسی پر عورت جس وقت اپنے مکان میں قدم رکھے گی نکاح سے نکل جائے گی،

اور بہتر اور آسان تر یہ ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ مجھے ہر وقت اپنے نفس کا اختیار ہو کہ جب کبھی چاہوں اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے لوں، یوں اس کے نہ جانے یا واپس آنے پر اور اس کے بعد بھی ہر وقت عورت کو اختیار رہے گا مرضی ہو اس کی زوجیت میں رہے نہ مرضی ہو اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے کر جدا ہو جائے،

درمختار میں ہے: مع زوج او محرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولا فاسق لامرأۃ ولو عجوزا و ھل یلزمھا التزوج قولان ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراھۃ۔
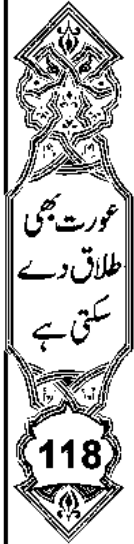
عورت خواہ بوڑھی ہو اس کے لیے خاوند یا محرم بالغ کا ہونا ضروری ہے بشرطیکہ وہ محرم فاسق اور مجوسی نہ ہو کیا عورت پر حج کے لیے نکاح ضروری ہے، اس بارے میں دو قول ہیں، اگر عورت نے بغیر محرم حج کر لیا تو جائز مع الکراہت ہوگا۔

(درمختار کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی 1/ 160-161)

ردالمحتار میں ہے: قوله قولان هما مبنيان على ان وجود الزوج او المحرم شرط وجوب ام شرط وجوب الاداء والذى اختاره فى الفتح انه مع الصحة و أمن الطريق شرط وجوب الاداء فيجب الايصاء ان منع المرض و خوف الطريق او لم يوجد زوج و لا محرم و يجب عليها التزوج عند فقد المحرم و على الاول لا يجب شيئ من ذٰلك كما فى البحر وفى النهر وصحح الاول فى البدائع ورجح الثانى فى النهاية تبعا لقاضى خان واختاره فى الفتح اه

قوله قولان، یہ دونوں اس بنا پر ہیں کہ خاوند یا محرم کا ہونا نفس وجوب کے لیے شرط ہے یا وجوب ادا کے لیے، فتح میں جو مختار ہے وہ یہ ہے کہ صحت اور راہ پر امن ہو تو وجوب ادا کے لیے شرط ہے، اگر مرض یا راستہ کا خوف مانع ہے تو حج کے بارے میں وصیت لازم ہوگی یا خاوند اور محرم نہیں تو محرم کی عدم موجودگی میں نکاح کرنا ضروری ہوگا، اور پہلے قول پر ان میں سے کوئی چیز بھی واجب نہیں جیسا کہ بحر اور نہر میں ہے، بدائع نے اول کو صحیح بتایا اور نہایہ نے قاضی خاں کی اتباع میں دوسرے کو ترجیح دی ہے، اور فتح میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے اھ

قلت: لكن جزم فى اللباب بانه لايجب عليها التزوج مع انه مشى على جعل المحرم اوالزوج شرط اداء. و رجح هذا فى الجوهرة وابن

امیر حاج فی المناسك كما قاله المصنف فی منحه قال و وجهه انه لا یحصل غرضها بالتزوج لان الزوج له ان یمتنع من الخروج معهما بعد ان یملكها و لا تقدر علی الخلاص منه و ربما لا یوافقها فتتضرر منه بخلاف المحرم فانه ان وفقها انفقت علیه وان امتنع امسكت نفقتها وتركت الحج اه فافهم ۔ اه ما فی ش

اقول نعم المخلص من هذه كلها ماذكرت من ان تتزوج بشرط ان تملك طلقة بائنة تطلق بها نفسها متی شاءت فان لم یخرج معها اولم یوافقها اولم تردہ تخلص نفسها ولاحرج علیها ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

میں کہتا ہوں: اللباب میں اس پر جزم ہے کہ اس عورت پر نکاح کرنا لازم نہیں باوجودیکہ انھوں نے بھی یہ کہا کہ محرم یا خاوند وجوب ادا کے لیے شرط ہے اسے جوہرہ میں اور ابن امیر حاج نے المناسک میں اسی کو ترجیح دی، جیسا کہ مصنف نے اپنی منح میں کہا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح سے اس عورت کی غرض کا پورا ہونا ضروری نہیں ممکن ہے خاوند نکاح کے بعد اجازت نہ دے اور وہ عورت اس سے خلاصی پر قادر بھی نہ ہو، بہت دفعہ خاوند بیوی میں موافقت نہیں رہتی لہذا نکاح سے نقصان ہوگا بخلاف محرم کے، اگر وہ عورت کی موافقت کرے گا تو اس پر خرچ کرے گی اور اگر وہ رک جاتا ہے تو وہ خرچ بھی روک کر حج چھوڑ دے گی، اھ فافہم ما فی ش

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) ان تمام صورتوں میں بچت اس میں ہے جو ہم نے ذکر کیا، عورت اس شرط پر نکاح کرے کہ عورت طلاق بائنہ کی مالک ہوگی اور جب چاہے
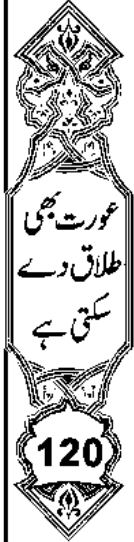
اپنے آپ کو دے سکے گی اب اگر خاوند اس کے ساتھ نہیں جاتا یا موافقت نہیں کرتا یا جواب نہیں دیتا تو اس سے خلاصی پائے اور اس پر کوئی تنگی نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

(ردالمحتار کتاب الحج مصطفی البابی مصر 2/158) (فتاوی رضویہ جلد 10 صفحہ 699)

معلوم ہوا کہ مخصوص حالات میں عورت بھی طلاق دے سکتی ہے اسلام نے تو بہت پہلے عورتوں کو یہ حق دے دیا تھا یہ الگ بات ہے کہ بعض اہل علم حضرات اس موضوع پر بیانات نہیں کرتے اور نہ ہی عوام کی اکثریت علما کرام سے رجوع کرنے کی زحمت گوارا کرتی ہے جس کی وجہ سے مسلمان خواتین کی اکثریت اس مسئلے سے بالکل ناواقف ہے عورتوں کو طلاق کا حق دلوانے کے لئے کسی قسم کی قانون سازی کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پاکستانی نکاح نامہ کے کالم نمبر 18 میں یہ قانون پہلے سے ہی درج ہے ضرورت صرف شعور بیدار کرنے کی ہے۔

یہاں پر پاکستان کے قانون بنانے اور اسے نافذ کرنے والے اداروں سے وابستہ افراد کی معلومات کے لئے عرض کر دوں کہ پاکستانی نکاح نامہ کالم نمبر 18 میں موجود تفویض طلاق کی عبارت ناقص ہے اس سے عورت کو طلاق دینے کا صحیح معنوں میں حق نہیں ملتا اسے بغیر تبدیل کئے کس طرح قابل عمل بنایا جا سکتا ہے اس کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرتا ہوں پوری یکسوئی کے ساتھ پڑھ لیجئے۔

پاکستانی نکاح نامہ کالم نمبر 18 کی عبارت کی پہلی لائن ہے

''آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے،،

اور دوسری لائن ہے:

"اگر کر دیا ہے تو کونسی شرائط کے تحت۔۔۔"

پاکستانی نکاح نامہ کے کالم نمبر 18 کی خرابیاں

شرعی اعتبار سے اس عبارت میں بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں اگر احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو جس مقصد کے لیے یہ خانہ پری کی گئی ہے وہ حاصل نہیں ہوتا ایسا لگتا ہے کہ کسی ایسے شخص نے جو عورتوں کو یہ حق دینا ہی نہیں چاہتا تھا، کالم نمبر 18 کی عبارت ترتیب دی ہے۔ فقہ میں مہارت رکھنے والے علمائے کرام سے مشاورت نہیں کی گئی مجھے اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ ہمارے پاکستانی اہل علم حضرات نے بھی اس موضوع پر کبھی احتجاج نہیں فرمایا کیوں کہ وہ بھی عورت کو طلاق تفویض کرنے کے زیادہ حامی نہیں ہیں عام عوام تو یہ سوال بھی نہیں کرتے کیونکہ ان کو صرف یہی علم ہے کہ طلاق صرف شوہر ہی دے سکتا ہے۔

پہلی اصلاح:

اگر ایجاب وقبول یعنی نکاح سے پہلے یہ فارم فل کیا گیا تو دلہن کو طلاق کا حق حاصل ہی نہیں ہوگا کیونکہ نکاح سے پہلے دولہا کے پاس بھی طلاق دینے کا حق نہیں تھا تو جس کا وہ خود مالک نہیں، دوسرے کو کیسے مالک بنا سکتا ہے دولہا تبھی طلاق کا مالک بنتا ہے جب دولہن اس کے ساتھ نکاح کرتی ہے۔

نوٹ:

یہاں وہ عورتیں جو یہ اعتراض کرتی ہیں کہ "صرف شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے یہ حق بیوی کو بھی ملنا چاہیے"، یہ مسئلہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ غیر مشروط نکاح کر کے شوہر کو یہ اختیار آپ نے خود ہی دیا ہے اگر آپ مشروط نکاح کرتیں تو شوہر کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی یہ
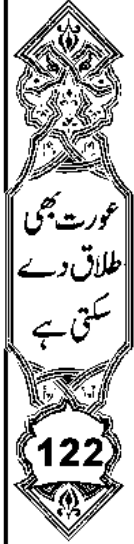
اختیار مل جاتا اگر آپ نکاح ہی نہ کرتیں تو اسے طلاق کا اختیار ہی نہ ملتا اگر آپ بھی طلاق کا اختیار لینا چاہتی ہیں تو یہ تحریر مکمل پڑھ لیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ پریشانی بھی ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گی۔

دوسری اصلاح:

اور اگر نکاح غیر مشروط کے بعد یہ فارم فل کیا جیسے کہ ہمارے ہاں رائج ہے کہ ایجاب کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے نکاح خواں کہتا ہے کہ

''میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں کو بعوض حق مہر...... روبرو ان گواہوں کے آپ کے نکاح میں دیا، کیا آپ نے قبول کیا؟''

دولہا کہتا ہے: ''قبول کیا''

تو صرف اسی مجلس میں عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے جس میں اس کو یہ علم ہوا کہ شوہر نے اسے طلاق کا حق تفویض کر دیا ہے کیونکہ اس بات پر ہمارے فقہاء کا اجماع ہے کہ تفویض غیر موقت میں اختیار، علم کی پہلی مجلس تک ہوتا ہے۔ جب مجلس بدلے گی مثلاً دلہن سسرال جانے کے لیے روانہ ہوئی تو مجلس بدلتے ہی طلاق دینے کا اختیار بھی جاتا رہا جس مقصد کے لیے یہ خانہ پر کیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔

تیسری اصلاح:

بالفرض بیوی نے اسی مجلس میں خود کو طلاق دے دی تب بھی بیوی نکاح سے نہیں نکل سکتی کیونکہ اس عبارت سے دلہن صرف ایک طلاق رجعی کی مالکہ بنتی ہے دوران عدت شوہر جب چاہے رجوع کر سکتا ہے مثال کے طور پر اِدھر بیوی نے کہا میں نے خود کو طلاق دی اُدھر شوہر نے کہا: ''میں نے رجوع کیا''، تو رجوع کرتے ہی عدت رک جائے گی اور شوہر پھر

سے دو طلاق کا مالک بن کر اس کو نکاح میں رکھ سکتا ہے اب اس کی مرضی ہے وہ چاہے اس کو طلاق کا حق تفویض کرے یا نہ کرے۔

تفویضِ طلاق کی اقسام:

تفویض کی دو قسمیں ہیں:

تفویض مطلق یعنی تفویض غیر مشروط

تفویض معلق یعنی تفویض مشروط

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

تفویض غیر مشروط موقت	تفویض غیر مشروط غیر موقت
تفویض مشروط موقت	تفویض مشروط غیر موقت

پھر تفویض موقت مشروط ہو یا غیر مشروط ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

موقت بالوقت المحدود	موقت بالوقت الغیر المحدود

تفویض طلاق کے بارے مزید معلومات کے لیے مفتی محمد رفیق الحسنی سلمہ الغنی صاحب کی کتاب ''رفیق الزوجین الحزینین،، بنام ''طلاق کے مسائل،، صفحہ نمبر 215 تا 258 کا مطالعہ کریں۔

اگر تفویض طلاق کی تفصیلات لکھی جائیں تو یہ تحریر بہت لمبی ہو جائے گی اختصار کے پیش نظر نکاح پڑھانے کا منفرد طریقہ عرض کرتا ہوں جس کے ذریعے شرعی اعتبار سے عورت کو طلاق کا حق مل جائے گا قانونی طور پر حق دلانے کے لیے مشروط نکاح ہو جانے کے بعد کالم نمبر 18 کی پہلی لائن میں موجود خالی جگہ اس طرح پر کر دیجیے۔

''ہاں عورت جب چاہے خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہے،،
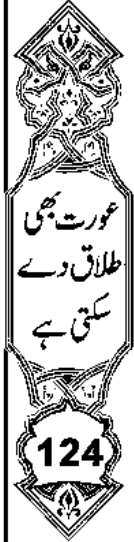
دوسری لائن کی خالی جگہ پر لکھیں: ''کوئی شرط نہیں،،

مشروط نکاح کا طریقہ:

سب سے پہلے نکاح خواں دلہن سے اِن الفاظ کے ساتھ ایک بار اجازت لے،

.... بنت....... بن....... کیا آپ مجھے ان گواہوں کے رو برو اجازت دیتی ہیں کہ آپ کا نکاح....... بن....... بن....... سے بعوض حق مہر .... اس شرط پر کر دیا جائے کہ آپ جب چاہیں خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہیں؟

دلہن کہے: ''ہاں اس شرط کے ساتھ اجازت دیتی ہوں،،

پھر نکاح خواں دولہا کے سامنے دلہن کا وکیل بن کر ایجاب کے یہ الفاظ ایک بار کہے:

..... بن..... بن....... آپ کا نکاح بعوض حق مہر......... رو برو ان گواہوں کے اپنی مؤکلہ...... بنت........ بن........ کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ وہ جب چاہے خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہے، کیا آپ نے قبول کیا؟

دولہا کہے: ''میں نے اس شرط کے ساتھ قبول کیا،،

اس طریقہ نکاح کے فوائد:

اس منفرد طریقے کے بے شمار فوائد ہیں:

سرفہرست یہ فائدہ ہے کہ جس طرح شوہر جب چاہے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اسی طرح عورت بھی جب چاہے خود کو طلاق دے کر نکاح کی پابندی سے آزاد ہو سکتی ہے مثلاً عورت کہے:

''میں خود کو ایک طلاق بائن دیتی ہوں،،

اس طریقہ سے نکاح کرنے کا عورت کو فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ یہ الفاظ کہنے سے عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ نکاح ختم کرنے کے لیے ایک طلاق کافی ہے تین طلاقیں لینا یا دینا ضروری نہیں ہے بلکہ تین طلاقیں اکٹھی دینا یا لینا گناہ ہے۔

ایک طلاق بائن کا یہ فائدہ رہتا ہے کہ عورت چاہے تو عدت کے دوران یا عدت پوری ہونے کے بعد اسی سابق شوہر سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نئے سرے سے نکاح کر سکتی ہے

مشروط نکاح کا یہ طریقہ میں نے بہار شریعت سے سیکھا ہے بہار شریعت حصہ 8 میں حلالے کے مسائل کے تحت فتاوٰی شامی کے حوالے سے نکاح کا ایسا طریقہ لکھا ہے جس سے عورت کو ہمیشہ کے لیے طلاق دینے کا اختیار مل جاتا ہے عورت چاہے تو اس طرح نکاح کر سکتی ہے شریعت اسلامیہ عورت کو مکمل اختیار دیتی ہے۔

عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ: ''میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے، وہ کہے: ''میں نے قبول کیا،،

اس طریقے کی ضرورت:

مشروط نکاح متعارف کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ فی زمانہ مغربی ممالک میں عورت کو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مغربی خواتین بہت حد تک شوہر کے ظلم و ستم سے محفوظ ہو گئی ہیں اگر مسلم خواتین کو بھی یہ اختیار حاصل ہو جائے تو ان کو خلع کے لیے شوہر کی منتیں نہیں کرنی پڑیں گی اور نہ ہی کسی کورٹ یا مفتی صاحب سے فسخ نکاح کرانا پڑے گا۔ نیز اللہ نہ کرے کسی کا شوہر لاپتہ ہو جائے جسے مفقود الخبر کہتے ہیں تو اس
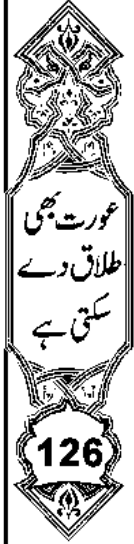
پریشان کن صورتحال میں بھی عورت خود کو طلاق دے کر عدت پوری کرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

جو عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ خوش ہیں وہ کبھی بھی طلاق کو اختیار نہیں کریں گی اور جو خوش نہیں ہیں تو ان کو یہ اختیار مل جائے گا کہ جب چاہیں نکاح سے آزاد ہو سکتی ہیں۔

اگر عورت نے طلاق دے دی تو:

آخر میں یہ وضاحت بھی کر دوں کہ اگر عورت نے جلد بازی میں خود کو طلاق دے ہی دی اور اب پچھتا رہی ہے تب بھی کوئی نقصان نہیں ہوا، جی ہاں! بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ عورت کو صرف ایک طلاق بائن دینے کا اختیار ملا تھا جو اس نے استعمال کیا اب اگر دوبارہ اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو عدت کے دوران یا عدت کے بعد جب چاہے بغیر حلالہ کے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں اپنے ہی گھر کے اندر نکاح کر سکتی ہے۔

عورت اب طلاق کا اختیار نہیں لینا چاہتی تو درج ذیل الفاظ کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر دوبارہ طلاق کا حق لینا چاہتی ہے تو پچھلے صفحات پر دیئے گئے طریقہ کے مطابق مشروط نکاح کر سکتی ہے۔

تجدید نکاح کا آسان طریقہ:

عورت دو مسلمان عاقل بالغ مردوں کی موجودگی میں اپنے سابق شوہر سے کہے:

''میں نے (مثلاً) بعوض £50 مہر ان گواہوں کی موجودگی میں آپ سے نکاح کیا کیا آپ نے قبول کیا؟''

شوہر کہے: ''میں نے قبول کیا''

بس اب دونوں دوبارہ میاں بیوی بن گئے، پہلے کی طرح تمام معاملات حلال ہو گئے۔مگر شوہر کے پاس اب صرف دو طلاق کا حق باقی ہے۔

اس تحریر کا مقصد:

اس تحریر کا مقصد طلاق کو فروغ دینا نہیں بلکہ ان لوگوں کو آگاہ کرنا ہے جو اسلام پر اپنی جہالت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور مغربی قوانین کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ مغرب تو آج حقوق نسواں کی بات کرتا ہے اسلام نے تو 1400 سال پہلے ہی عورتوں کو ان کے حقوق دے کر ہر طرح کے ظلم وستم سے ان کو بچا لیا تھا۔

شادی شدہ عورتیں کیا کریں:

ہمارے ہاں عام طور پر عورت طلاق کا حق لینا نہیں چاہتی جس کی وجہ سے پاکستانی نکاح نامہ کالم نمبر 18 کو پر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ایجاب وقبول بھی غیر مشروط ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں صرف شوہر طلاق دے سکتا ہے اگر شادی شدہ عورت بھی طلاق کا اختیار لینا چاہتی ہے تو اسے چاہیے کسی ماہر مفتی صاحب کے ذریعے بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق شوہر سے تفویض طلاق کرا لے، پھر اُس کے پاس بھی یہ حق ہو گا کہ جب نوبت طلاق تک آ پہنچے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو یہ ایک طلاق بائن دے کر نکاح کی قید سے خود کو خود بھی آزاد کر سکتی ہے اور اگر یہ اختیار اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتی تو جب چاہے یہ کہہ کر اپنا اختیار ختم کر سکتی ہے کہ ”میں شوہر کو اختیار کرتی ہوں طلاق نہیں چاہتی“

اب عورت کے پاس طلاق دینے کا حق باقی نہیں رہے گا، صرف شوہر جب چاہے گا طلاق دے سکے گا۔

بلاوجہ طلاق دینے یا لینے کی مذمت:

یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبے میں

میانہ روی اور تحمل مزاجی سے کام لینے کی ترغیب دلائی ہے باہمی شکر رنجی ہونے کی صورت میں طلاق دینے سے پہلے میاں بیوی کو طلاق سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنے کا درس دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ نساء آیت نمبر 34 میں ارشاد فرماتا ہے کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا۔ (النساء ۴:۳۴)

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔

(ترجمہ کنز الایمان)

محترم قارئین:

اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی پر فضیلت دی ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ بیوی کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لیے بیوی کو بھی چاہیے کہ وہ جائز باتوں میں شوہر کی اطاعت کرے جب دونوں اپنے فرائض انجام دیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا گھر امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ اگر خدانخواستہ دونوں میں ناراضگی ہو جائے تو باہم اِفہام و تفہیم سے کام لینا چاہیے اگر اس سے کام نہ چلے تو دونوں اپنے بستر الگ کر لیں تا کہ ان کو مزید غور و فکر کا موقع ملے جو لوگ چھوٹے سے جھگڑے پر فوراً تین طلاقیں اکٹھی دیتے ہیں وہ اکثر پچھتاتے ہیں اور پھر
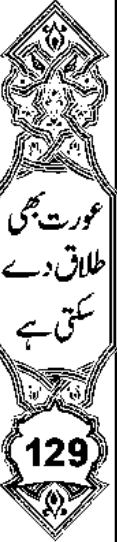
آنسو بہاتے ہیں۔

یہاں پر یہ بھی عرض کردوں کہ اگر میاں بیوی میں ناراضگی بڑھ جائے تو انہیں چاہیے کہ لوگوں کو بتانے کی بجائے ایک ہی گھر میں رہیں اور بول چال بند رکھیں چاہے اس طرح ایک سال گزر جائے پھر بھی نکاح نہیں ٹوٹتا۔ مرد یا عورت اگر فی الحال دوسرا نکاح نہیں کرنا چاہتے تو ممکن حد تک اس نکاح کو نہ توڑیں جہاں تک ہوسکے طلاق کو آخری آپشن کے طور پر استعمال کیا جائے فی زمانہ بیوی یا بچوں کو مارنا قانوناً جرم ہے اس لیے شوہر یہ غلطی ہرگز نہ کرے۔ اگر گھر میں ہی صلح ہو جائے تو بہت اچھا ہے ورنہ اپنے خاندان کے سمجھدار افراد کے ذریعے مشکل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

اس سے اگلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے خاندان کے سمجھدار افراد کے ذریعے جھگڑے کو ختم کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۔ (النساء ۴:۳۵)

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل (موافقت پیدا) کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

جس طرح قرآن مجید میں طلاق سے بچنے کا درس دیا گیا ہے اسی طرح مومنین پر رحم و کرم فرمانے والے نبئ کریم رؤوف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی احادیث مبارکہ میں بھی یہی درس دیا گیا ہے۔ جس طرح مرد کا شرعی وجہ کے بغیر طلاق دینا گناہ اسی طرح عورت کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا یا دینا بھی گناہ ہے۔ نہ صرف میاں بیوی گناہ گار ہوتے
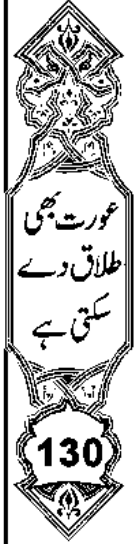
ہیں بلکہ وہ لوگ بھی گناہ گار ہوتے ہیں جو ایک ہنستے بستے گھر کو اُجاڑ کر رکھ دیتے ہیں ایسی عورتیں اور مرد درج ذیل احادیث سے عبرت حاصل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

چند احادیث:

دار قطنی معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

یَا مَعَاذُ ! مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ ۔

اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عزوجل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔

(سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۳۹، ج ۴، ص ۴۰)

ابوداؤد نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ ۔

تمام حلال چیزوں میں اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا

رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔

جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے

(سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ۲/۳۹۰، الحدیث:۲۲۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا ۔۔۔۔

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔

(سنن ابوداود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبّب امرأۃ علی زوجھا، ۲/۳۶۹، الحدیث:۲۱۷۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ، ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ، فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً، یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَ کَذَا، فَیَقُوْلُ: مَا صَنَعْتَ شَیْئًا، قَالَ: وَ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ: مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ امْرَأَتِہٖ، قَالَ: فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ وَیَقُوْلُ: نِعْمَ اَنْتَ۔

(صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین و احکامھم، باب تحریش الشیطان و بعثہ سرایاہ لفتنۃ الناس۔۔۔ الخ، ص۱۵۱۱، الحدیث:۶۷(۲۸۱۳)

ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص آکر کہتا ہے: میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے

درمیان جدائی کروادی۔ ابلیس اس کو اپنے قریب کرکے کہتا ہے: ہاں! تو بہت ہی اچھا ہے۔ (تم نے کام کیا ہے)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ : لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ اَوْشَكَ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا ۔

جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورِ عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب فی المرأۃ تؤذی زوجھا، ۲/ ۴۹۸، الحدیث: ۲۰۱۴)

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے گھروں کو امن کا گہوارہ بنائے اور شادی شدہ مسلمانوں کو طلاق سے محفوظ فرمائے، آمین

مزید وضاحت:

کتاب کے آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ طلاق دینا یا لینا ہر حالت میں برا نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات طلاق دینا یا لینا مستحب یا واجب بھی ہوتا ہے۔

اردو زبان میں فقہ حنفی کی مستند کتاب "بہارِ شریعت حصہ 8"، میں طلاق کے حوالے سے درج ہے کہ

"طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا
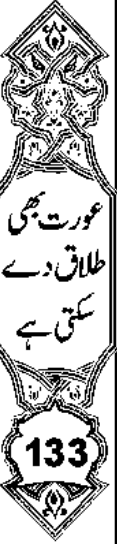
مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربارِ خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔

اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر نوبت طلاق تک آ پہنچے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو کسی مسلم سنی حنفی بریلوی عالم دین سے مشورہ ضرور کر لیں اور پوچھ لیں کہ کیا اب میرے لیے طلاق دینا یا لینا جائز ہے؟ اگر وہ اجازت دیں تو پھر طلاق دینے یا لینے میں کوئی حرج یا گناہ نہیں ہے مگر یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ بلا وجہ طلاق دینا یا لینا گناہ ہے۔

اگر کوئی یہ سوچے کہ عورت کو طلاق کا حق تفویض کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم جب چاہیں گے کورٹ سے خلع لے لیں گے تو ایسے لوگوں کی معلومات کے لیے عرض کر دوں کہ خلع تبھی ہو گا جب شوہر مال کے بدلے میں طلاق دے گا، اگر شوہر طلاق نہ دے تو یہ خلع نہیں ہوتا یہ دراصل فسخ نکاح ہوتا ہے جسے لوگ جہالت کی وجہ سے خلع کا نام دیتے ہیں۔ فقہ حنفی میں عدالتی فسخ نکاح کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور یہ تقریباً ناممکن العمل ہے احتیاط میں یہ شدت اس لیے اختیار کی گئی ہے کہ یہ حلال و حرام کا مسئلہ ہے، تاہم دیگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بعض حدود و قیود کے ساتھ اس کی گنجائش موجود ہے اور فقہ حنفی میں بھی یہ اصول مسلّم و مختار ہے کہ ضرورت شدیدہ کی بنا پر فسخ نکاح کے لیے دوسرے ائمہ کرام کے قول پر فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔ جب تک ضرورت شرعی کا تحقق نہ ہو دیگر ائمہ کے اقوال پر فتویٰ دینے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔
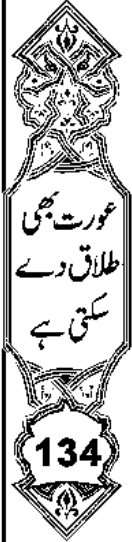
فاضل جج صاحبان اور مفتیان کرام اس کی ایک جھلک سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فتویٰ میں ملاحظہ فرمائیں:

....جنہیں نکاح پر قدرت نہ ہو ان کا علاج صحیح حدیث میں روزے رکھنا ارشاد ہوا ہے:

مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔ (۱)۔

رواہ احمد والستة عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،و سوق الحدیث و ان کان فی الرجال ، فالنساء شقائقھم (۲) بعضکم من بعض۔

جو نکاح پر قدرت نہ رکھے اس کو روزہ لازم ہے کیونکہ یہ اس کے لیے شہوت سے رکاوٹ ہے۔

اس کو امام احمد اور ائمہ ستہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور حدیث کے یہ الفاظ اگرچہ مردوں کے بارے میں ہیں، تو عورتیں وہ مردوں کی طرح ہیں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی طرح ہو۔

(۱) مسند احمد بن حنبل، مروی از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت ۱ / ۴۲۴)

(۲) جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱ / ۱۶)

بلکہ احتیاج نفقہ کے عذر کو غور کیجئے تو وہ بھی اسی عذر جوانی کے ساتھ ہے جس کا علاج حدیث میں ارشاد ہو گیا۔ سن رسیدہ عورتیں جن کے شوہر مرتے یا مفقود ہو جاتے ہیں انہیں تلاشِ نفقہ کے لیے فکرِ نکاح نہیں ہوتی وہ کیونکر بسر کرتی ہیں اور یہ حالت بیوگی تو ہند کی نوجوانیں بھی اسی حال میں شریک ہیں، وہاں خدا جانے شان رزاقی خاوند میں کیوں نہیں منحصر ہو جاتی۔

لطف یہ ہے کہ یہاں تقلید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے، جاہل لوگ ان کا

مذہب یہ سمجھتے ہیں کہ مرد کو گے چار برس گزرے اور عورت کو یونہی عدت بیٹھ کر نکاح حلال ہو گیا، حاشا یہ اُن کا مذہب نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عورت قاضیِ شرع کے حضور دعوی پیش کرے، قاضی بعد ثبوتِ مفقودی کہ اس کی خبر ملنے سے بالکل ناامید ہوگئی ہو اب چار برس کی مدت اپنے حکم سے مقرر کرے، اس مدت میں بھی پتا نہ چلے تو پھر قاضی تفریق کردے، اس کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اور شوہروں کے لیے حلال ہو جائے، حضورِ قاضی میں رجوع لانے سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہیں تو اُن کا اصلاً اعتبار نہیں۔

علامہ زرقانی مالکی، شرح مؤطائے امام مالک رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَالِكٍ لَوْ اَقَامَتْ عِشْرِيْنَ سَنَةٍ ثُمَّ رَفَعَتْ يَسْتَأْنِفُ لَهَا الْاَجَلَ۔

(۱) شرح الزرقانی علی مؤطاالامام مالک، عدۃ التی تفقد زوجہا، المکتبۃ التجارۃ الکبرٰی، مصر ۳/۱۹۹)

امام مالک کا قول ہے کہ اگر عورت بیس سال بھی گزار چکے اور بعد میں قاضی کے ہاں معاملہ پیش کرے تو بھی قاضی اس کے لیے نئی مہلت مقرر کرے گا۔ (ت)

اب کہیے قولِ امام مالک ہی پر عمل کیجیے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں!

اور قاضی حنفی اپنے خلافِ مذہب کیوں حکم دینے لگا!

اور دے بھی تو اس کے نفاذ میں دقتیں ہیں، اور نافذ ہو بھی جائے تو ابھی ساڑھے چار برس پڑے ہیں یہ کیونکر کٹیں گے!

ایسی بے صبری وادعائے بے رزقی کا علاج تو یوں بھی نہ بنا۔

غرض خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے۔ اور امر فروج کو سہل نہ جانے۔ نہ فقدانِ شوہر کو مرگِ شوہر کے پلے میں رکھے اور اتباعِ حکم کو اتباعِ رسم سے اہم تر
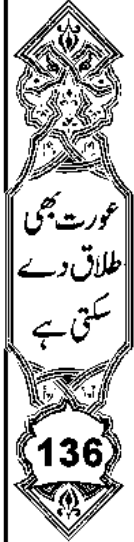
سمجھے اور تصور کرے کہ ہند کی نوجوانیں بیوہ ہو کر کیونکر بسر کرتی ہیں بلکہ یہ بھی در کنار اس دارالفتن ہند پرمحن میں بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گی جن کے خدا ناترس شوہروں نے انہیں جیتے جی معلقہ کر رکھا ہے نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں، وہ بیچاریاں نہ شوہر والیاں نہ بے شوہروں میں۔ پھر وہ کیا کرتی اور اپنی عفت، باپ دادا کی عزت، شرع کی اطاعت کیونکر نگاہ رکھتی ہیں۔

قطع خواہش کے لئے روزوں کی کثرت کرے۔ خیالات دل کو یادِ موت وقبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش ولذت کو بھلا دیتی ہے۔ اگر ماں باپ بھائی کے ذریعہ سے گزر کی صورت نہیں، سینے پرونے وغیرہ کاموں سے وقت کاٹے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صابروں میں لکھی جائے اور بہ حکم قرآن بے حساب ثواب پائے۔ اقارب، محارم اگر خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ثوابِ عظیم لیں، اپنی بیٹی بے ثبوتِ بیوگی نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔ عوامِ ہند ذرا ذرا سے فضول و بے جا دنیوی جھگڑوں پر دختروں خواہروں کو بٹھا رکھتے اور ان کا کلی خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں۔ یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خاص حرام وحلال کا معاملہ، اس میں بھی ذرا غیرت وحمیّت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بن جائیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الْھَادِیْ اِلٰی سَوَاءِ الطَّرِیْقِ۔

مؤیدین: محدث سورتی صاحب، مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی، مولانا الشاہ احمد حسن صاحب کانپوری، مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی، مولانا الشاہ ہدایت رسول صاحب قادری

(فتاوی رضویہ، ج ۱۳، ص ۳۳۹ تا ۳۴۱ ملخصاً، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور پاکستان)
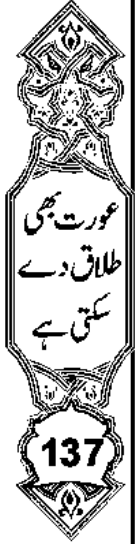
خلع اور فسخ نکاح میں فرق ہے

مفتی اعظم پاکستان چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب تفہیم المسائل سے اقتباس

فیملی کورٹس کے فاضل جج صاحبان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارشات

آج کل بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ماضی کے مقابلے میں طلاق کی شرح ویسے بھی زیادہ ہوچکی ہے اسی تناسب سے عدالتی فسخ نکاح کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے جسے عرف عام میں خلع کہا جاتا ہے حالانکہ یہ شرعی خلع نہیں ہے۔

شرعی خلع یہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرہ،2:229)

اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یہ دونوں (زوجین) اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت نے جو بدل خُلع دیا ہے (شوہر کے اسے لینے میں) تم دونوں پر کوئی حرج نہیں ہے یہ اللہ کی حدود ہیں سو تم اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرو اور جنہوں نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اس ارشاد باری تعالیٰ کی رو سے خلع یہ ہے کہ میاں بیوی اس نتیجے پر پہنچ جائیں
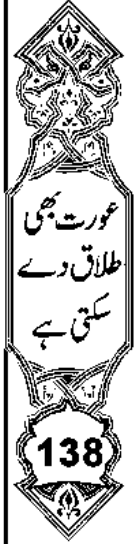
کہ وہ حقوق زوجین کی بابت اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کو قائم نہ رکھ پائیں گے باہمی اعتماد نہ رہا یا نفرت پیدا ہوگئی یا کوئی اور داخلی یا خارجی سبب بن گیا اور شوہر یک طرفہ طور پر طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے تو پھر بیوی نے نکاح کے موقع پر جو حق مہر لیا ہے وہ شوہر کو واپس کر دے اور شوہر اس کے عوض اسے طلاق دے دے، یہ طلاق بائن ہوتی ہے۔ اس کے بعد شوہر کو عدت کے اندر بھی یک طرفہ رجوع کا حق نہیں رہتا البتہ باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں بشرطیکہ ایک ہی طلاق دی ہو۔ خلع قاضی کے یک طرفہ حکم سے نافذ نہیں ہوتا اس پر زوجین کی رضامندی ضروری ہے اور قاضی کو چاہیے کہ ترغیب یا ترہیب (جس میں وہ تعزیراً حوالات میں بھی رکھ سکتا ہے) سے شوہر کو آمادہ کرے۔

فیملی کورٹس کے جج صاحبان عام طور پر شرعی حدود و قیود کی رعایت نہیں کرتے بس صرف قانونی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اب لگتا ہے کہ اس سلسلے میں ضابطہ کار (procedural law) کو اور آسان بنا دیا گیا ہے اور بعض جج صاحبان چیمبر میں ہی بیٹھ کر نکاح کو فسخ (dissolve) کر دیتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ جس تیز رفتاری سے حکومت جدید روشن خیالی (enlightened moderation) اور آزاد خیالی (Liberalism) لانا چاہتی ہے ہمارا معاشرہ اس کا ساتھ نہیں دے پا رہا اس لیے آئے دن لوگ عدالت سے فسخ نکاح کی ڈگری (decree) لے کر دارالافتاء میں آتے ہیں کہ یہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ نہ صرف یہ کہ مفتی کے لیے ہر فیصلے کی تائید و توثیق دشوار ہوتی ہے بلکہ عدالتی ڈگری کے باوجود اسے معاشرہ بھی آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور معاشرتی اخلاقی اقدار (Social ethical values) اور معاشرتی مزاحمت (Social resistance) کی بھی اپنی ایک طاقت ہوتی ہے بیشتر فیصلے قضا علی الغائب (in absentia) ہوتے ہیں

کیونکہ ہمارے ججز بھی ماشاءاللہ مسلمان ہیں اور انہیں یہ معلوم ہے کہ مجرد دعویٰ ثبوت مقدمہ کے لیے کافی نہیں ہوتا بلکہ ہر مقدمے میں مدعی سے اس کے دعوے کے حق میں ثبوت مانگا جاتا ہے مدعی علیہ(Respondent) کو اپنی صفائی اور وضاحت کا موقع دیا جاتا ہے کہ یا تو وہ اعتراف جرم(Confession) کرے اور یا اپنی براءت پیش کرے۔

آج کل بالعموم یہ ہو رہا ہے کہ مدعی علیہ نہ تو اصالۃً(personally) عدالت میں حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی وکالۃً،(through attorney) اس کو عدالت کی جانب سے رسمی طور پر طلبی کا نوٹس(summon) بھیج دیا جاتا ہے بیلف چلا جاتا ہے اس کے دروازے پر نوٹس چسپاں کر آتا ہے یا اخبارات میں اشتہار اطلاع عام بابت طلبی بہ عدالت فلاں دیدیا جاتا ہے ججز، وکلاء اور عام لوگ کب اطلاع عام کے ان روزمرہ اشتہاروں کو پڑھتے ہیں یا وہ اخبار اُن کی دسترس میں ہوتا ہے۔ جج کے منصب کو اتھارٹی اور قوت، مملکت اور سربراہ مملکت کی طرف سے حاصل ہوتی ہے لہذا جج پر لازم ہے کہ وہ حکومت یعنی پولیس کو پابند بنائے کہ وہ مدعی علیہ کو عدالت میں پیش کرے کیونکہ یہ محض دادرسی اور حق طلبی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ حلال و حرام کا بھی مسئلہ ہے حالانکہ جب ہم معلوم کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ عام طور پر مدعی علیہ اسی شہر یا ملک میں موجود ہوتا ہے اس کا صحیح پتا بھی فریق مخالف کو معلوم ہوتا ہے یہ استثنا صرف ان مقدمات میں معتبر ہوسکتا ہے جہاں مدعی علیہ یا تو بالکل لا پتا (مفقود الخبر) ہوتا ہے یا ملک سے باہر ہوتا ہے تاہم وہاں بھی ممکنہ طور پر پاکستانی سفارتخانے کی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

نیز جج کو اس بات کا پابند ہونا چاہیے کہ وہ ان وجوہ کو باقاعدہ قلمبند کرے جن کی رو سے اس کے اطمینان اور شرح صدر اور پیش کردہ ثبوت وشواہد (Evidence Proof) کے مطابق عورت کے لئے عملاً ممکن نہیں رہا کہ وہ شرعی حدود کو قائم رکھتے ہوئے رشتۂ ازدواج
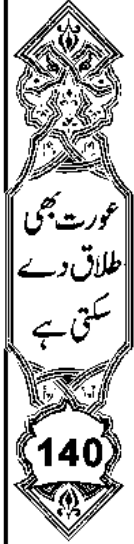
کو قائم رکھ سکے یا اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے ہم ان میں سے بعض وجوہ کا تذکرہ آگے چل کر کریں گے۔

یہیں سے فسخ نکاح (Dissolution) اور خلع کے معاملات کو الگ کر دینا چاہیے فسخ نکاح کے مقدمے میں صرف اتنی بات کافی نہیں کہ عورت کہے کہ میں شوہر کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی، جبکہ اس کی معقول وجوہ موجود نہ ہوں۔ اگر خدانخواستہ قانون میں سقم ہے تو جج صاحبان کو پھر بھی شریعت کی رعایت، شرعی حدود و قیود، خوف خدا، فکر آخرت اور حلال و حرام کی نزاکت اور حساسیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

بعض حضرات ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ قاضی کو معقول وجوہ و اسباب کے بغیر بھی فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے چنانچہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث:5273)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! ثابت کے دین اور اخلاق کے بارے میں مجھے کوئی شکایت نہیں ہے مگر یہ کہ میں اسلام میں رہتے ہوئے کفر (ناشکری اور شوہر کی نافرمانی) سے ڈرتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کا وہ باغ (جو ثابت نے نکاح کے وقت مہر میں دیا تھا) واپس کردو گی؟
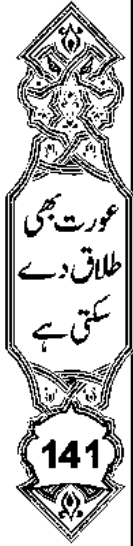
انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! چنانچہ انہوں نے (مہر میں لیا ہوا) وہ باغ شوہر کو واپس کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ثابت سے) فرمایا باغ قبول کر لو اور اسے ایک طلاق دے دو

صحیح بخاری میں اس سے اگلی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (ثابت کو) طلاق کا حکم فرمایا اور ثابت نے طلاق دے دی۔ اس سے آگے ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو حکم فرمایا تو انہوں نے بیوی سے (بذریعہ طلاق) علیحدگی اختیار کر لی۔ یہ حدیث فسخ نکاح سے متعلق نہیں ہے یعنی یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود بحیثیت حاکم و قاضی نکاح فسخ فرمایا بلکہ آپ نے بیوی کو مہر واپس کرنے اور شوہر کو طلاق دینے پر آمادہ فرمایا اور یہی خلع ہے۔

اور میری خواہش ہے کہ ہمارے فیملی کورٹس کے جج فسخ نکاح (Dissolution of marriage) کو آخری اور ناگزیر امکانی صورت کے طور پر اختیار کریں۔

جج کی

پہلی ترجیح مصالحت (Reconciliation) ہونی چاہیے،

دوسری ترجیح شوہر کو رضا کارانہ طلاق پر آمادہ کرنا اور

تیسری دونوں کو خلع پر آمادہ کرنا ہونی چاہیے۔

کیونکہ اگرچہ شریعت نے انتہائی ناگزیر صورتحال میں زوجین میں طلاق یا تفریق کی گنجائش رکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام حلال اُمور میں یہ سب سے زیادہ اس کے غضب کا باعث ہے۔

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
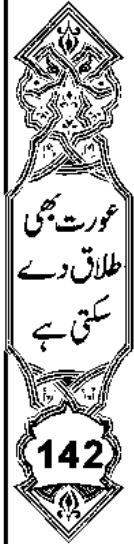
اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ الطَّلَاقُ۔

یعنی حلال اُمور میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض چیز طلاق ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، الحدیث:۲۱۷۸، ج۲، ص۳۷۰)

بابل کے مقام پر دو فرشتے ہاروت اور ماروت، بنی اسرائیل کو بطور آزمائش جادو سکھاتے تھے اور قرآن مجید میں ان کے جادو سیکھنے کا جو سب سے مذموم پہلو بتایا وہ یہ ہے کہ

فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ (البقرہ 102:2)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ دونوں فرشتوں سے اس (جادو) کو سیکھتے تھے جس کے ذریعے مرد اور عورت میں علیحدگی کرادیں۔

اس لیے جیسا کہ میں نے عرض کیا فیملی کورٹس کے جج صاحبان کو زوجین میں علیحدگی (Separation) کا عدالتی اختیار انتہائی ناگواری کے ساتھ آخری ناگزیر و ناپسندیدہ ترجیح (Option) کے طور پر استعمال کرنا چاہئے جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تعلق ہے آپ کو ویسے بھی مومنوں پر ولایت تامہ اور مکمل تصرف کا حق حاصل ہے اس سے زیادہ جتنا کسی عام حاکم یا قاضی کو یا کسی ولی اقرب کو حاصل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب 6:33)

نبی کو مومنوں پر اسے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے جتنا خود ان کو اپنی ذات پر ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ بہر حال نافذ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجوہ کو بتانے کے پابند نہیں ہیں، جبکہ عام جج، قاضی اور حاکم کی ولایت شرعی حدود و قیود کے ساتھ مشروط ہے۔
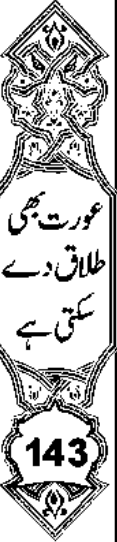
فقہ حنفی میں عدالتی فسخ نکاح کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور یہ تقریباً ناممکن العمل ہے احتیاط میں یہ شدت اس لیے اختیار کی گئی ہے کہ یہ حلال وحرام کا مسئلہ ہے، تاہم دیگر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بعض حدود وقیود کے ساتھ اس کی گنجائش موجود ہے اور فقہ حنفی میں بھی یہ اصول مسلّم ومختار ہے کہ ضرورت شدیدہ کی بنا پر فسخ نکاح کے لیے دوسرے ائمہ کرام کے قول پر فیصلہ دیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے مفتی اعظم پاکستان پروفیسر مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "تفہیم المسائل"، جلد نمبر 4 کے صفحہ نمبر 328 سے لے کر 335 تک کا مطالعہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ خلع اور فسخ نکاح کے بارے بہت زیادہ معلومات حاصل ہوں گی۔

طلاق کے بارے مفید معلومات حاصل کرنے کے لئے میری کتاب "طلاق دینے کا طریقہ"، کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

مزید معلومات کے لیے کسی سنی حنفی بریلوی عالم دین سے رابطہ فرمائیں

تحریر خیرخواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی۔ یوکے

00447853292843